جملہ حقوق کاپی رائٹ ہر طرح سے محفوظ ہیں

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (۴۹:۱۳)

اشاعت نمبر ۶ سلسلہ تراجم نمبر ۱۱

ولی اللہ

ترجمہ

اتباع الرسول بصحیح المنقول

تالیف

شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ رضی اللہ عنہ

مترجمہ

مولانا عبدالرحیم صاحب ناظم مکتبہ علوم مشرقیہ دار العلوم پشاور

پبلشر

الہلال بک ایجنسی

فاروق گنج، لاہور ۶

PRICE -- [illegible] PAISAS

Marfat.com

CALL NO.

PUNJAB UNIVERSITY LIBRARY

LAHORE

...یہ کی تفسیر
...ندت ہوئی
...السلام کی
...ی جامع
...خدا صلی اللہ
...الفاظ ہیں
...گا۔ حضرت
...بست ٹل جانے
...کیوں رکھی
...سلام، ایمان،
احسان کی حقیقت اور عصمتِ انبیاء وغیرہ، بے شمار مسائل بیان کئے ہیں
بعدہٗ توبہ اور مغفرت پر مبسوط بحث کی ہے اور توبہ سے عقوبت ٹل جانے
اور توبہ مغفرت کا یقینی ذریعہ ہونے کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ نہایت
بے نظیر تحفہ ہے۔ قیمت عے، مجلد للعہ، محصول ڈاک ۷ر۔

ناظم الہلال بک ایجنسی، فاروق گنج، لاہور

Marfat.com

6672

باسمہ سبحانہ

جملہ حقوق کاپی رائٹ ہر طرح سے محفوظ ہیں

إن أكرمكم عند الله أتقاكم

اشاعت نمبر ۱۶

سلسلۂ تراجم نمبر ۱۱

ولی اللہ

ترجمہ

اتباع الرسول بصحیح العقول

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ

مترجمہ

مولانا عبدالرحیم صاحب ناظم مکتبہ علوم مشرقیہ دارالعلوم پشاور

پبلشرز

الھلال بک ایجنسی

فاروق گنج بیرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

تاجران کتب و مالکان دار الارشاد و التراجم

یک ہزار

Marfat.com

جملہ حقوق طبع واشاعت
پاکستان وہند وریاستہائے ملحقہ کیلئے محفوظ ہیں

135225

الھلال بک ایجنسی

اشاعت

پہلی بار	سنہ ۱۹۲۹ء	یک ہزار
دوسری بار	سنہ ۱۹۶۳ء	یک ہزار

طابع و ناشر : عبدالعزیز آفندی مدیر الھلال بک ایجنسی۔ لاہور نمبر ۵

در مطبع لاہور آرٹ پریس لاہور طبع شُد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ از ناشر

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد:

کس قدر عجیب بات ہے کہ آدمی جس عقل سے اس دنیا میں کام لیتا ہے، دین کے معاملہ میں بھی اُسی عقل سے کام نہیں لیتا کوئی چیز خرید کرنا ہو، گھی، گوشت یا کپڑا درکار ہو، تو دس دکانیں پھر پھرا کر کھوٹی کھری پرکھ کر جہاں سستی اور اچھی چیز دستیاب ہو، وہاں سے خرید کرتا ہے لیکن کس قدر جہالت وکورچشمی ہے کہ جہاں کوئی واقعہ عجوبۂ روزگار، خارقِ عادت دیکھ پاتا ہے، یا کوئی پاگل اور دیوانہ نظر پڑ گیا تو جھٹ اُسے "بزرگ" اور "ولی اللہ" سمجھنے اور اُسے "مجذوب" نام دے کر "محبوبِ خدا" خیال کرنے لگتا ہے۔ یہ نہیں سوچتا، کہ جو آدمی از خود رفتہ، ہوش وحواس باختہ ہے، خدا کے اوامر ونواہی تک کی پابندی نہیں کرتا، بلکہ خلاف خدا اور رسول کاموں میں لت پت ہو، وہ ولی اللہ یعنی خدا کا دوست کیسے ہو سکتا ہے؟

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے فتاوے کی دوسری جلد میں ایک رسالہ: اتباع الرسول بصحیح العقول چھپا ہے جس میں حضرت امام نے اپنے مخصوص انداز میں ارقام فرمایا ہے کہ ولی اللہ وہی ہو سکتا ہے، جو رسول خدا صلعم کی آوردہ شریعت کی پوری پوری پیروی کرے ——— عقل، جو نکہ ولایت کا ایک جزو لاینفک ہے اس لئے

Marfat.com

جو شخص عقل و دانش سے بے بہرہ ہو، وہ تو انسانیت کے درجہ سے بھی گر جاتا ہے، چہ جائیکہ اسے اُلٹا ولی اللہ کے نام سے پکارا جائے۔ یہ مسلمانوں کی کس قدر بدنصیبی ہے؟ اور ہماری قوم کا کس قدر عقلی انحطاط ہے کہ وہ مجنونوں اور پاگلوں کی دیوانہ بکواس پر عقیدت کے کان رکھنے لگتے ہیں اور انھیں شریعت کی پابندی کا بھی مکلّف نہیں سمجھتے؟

رسالہ کا سلیس اُردو ترجمہ آپ کے سامنے ہے، اُمید کہ اس سے نفع عام ہوگا۔ آپ خود بھی پڑھیں اور دوست احباب کو بھی توجہ دلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق بخشے، جاہل اور گمراہ لوگوں کے طور طریقوں سے بچائے۔ آمین!

عبد العزیز آنندی

نوٹ: طبعِ ثانی میں نظرِ ثانی کے علاوہ کتاب کو فصلوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور بعض نئے عنوان قائم کر دیئے ہیں تاکہ مضمون کے ذہن نشین کرنے میں سہولت ہو۔ وللہ الحمد۔

محمد عبد العزیز خان
مدیر الہلال بک ایجنسی
لاہور ۲

Marfat.com

فہرس مضامین رسالہ ولی اللہ

شمارہ	عناوین	صفحہ
۱	مقدمہ از ناشر	۳
۲	فہرس مضامین	۵
	فصل ۱	
	اتباع نبوی کی اہمیت	
۳	خطبہ مسنونہ	۷
۴	فرض عین عقیدہ	۷
۵	رسول خدا کا دائرہ بعثت	۸
۶	جن وانس کے رسول	۸
۷	کون عقیدہ معتبر؟	۸
	فصل ۲	
	ولایت اور پیروی شریعت غرّی	
۸	محبوب خدا کے اوصاف	۹
۹	اوصاف منافی ولایت	۹
۱۰	احوال شیطانیہ کا ورود	۱۰
۱۱	غیر مکلف اور مرفوع القلم	۱۱
۱۲	ولایت اور شرط عقل	۱۱
۱۳	مسلوب العقل کا حکم	۱۱
	فصل ۳	
	قرب خداوندی کا حصول	
۱۴	تجدید رسالت کا باطل عقیدہ	۱۲
۱۵	مفہوم تقویٰ اور بجا آوری فرائض	۱۳
۱۶	اہمیت نماز	۱۴
۱۷	حکمنامہ خلیفہ ثانی	۱۴
۱۷ الف	حد فاصل کفر و شرک	۱۴

شمارہ	عناوین	صفحہ
۱۸	عارف باللہ اور عقائد باطلہ	۱۵
۱۹	نصرانی زہد و تقویٰ	۱۶
۲۰	مکذب مطلق وجودی	۱۸
۲۱	نعمت عقل اور دولت ایمان	۱۹
۲۲	فقدان عقل و دانش	۲۰
۲۳	طفل نابالغ و پیدائشی دیوانگی	۲۱
۲۴	اولیاء اللہ اور متقی کون؟	۲۱
	فصل ۴	
	تفسیر وانتم سکاریٰ	
۲۵	حرمت شراب کا حکم	۲۲
۲۶	بیہوشی و مقصود نماز	۲۳
۲۷	مجنون کی نماز نادرست؟	۲۳
۲۸	سکاریٰ کے دوسرے معنی	۲۳
۲۹	عمومی معنی میں شمول نیند	۲۴
۳۰	استدلال فقہاء	۲۴
۳۱	نماز میں حضور قلب	۲۴
۳۲	نماز نادرست ہونے کی وجہ	۲۵
۳۳	بہترین عمل و عبادت؟	۲۵
۳۴	نماز پر صریح اطلاق ایمان	۲۶
۳۵	مناسبت ایمان و نماز	۲۶
	فصل ۵	
	مجنون اور ثواب عذاب کا فلسفہ	
۳۶	نہ مواخذہ نہ مستوجب عذاب	۲۷
۳۷	عدم زوال درجہ ولایت	۲۸
۳۸	نیکی برباد اور بدی ملیامیٹ	۲۸

Marfat.com

شمارہ	عناوین	صفحہ
۳۹	انقطاعِ ثواب کا باعث	۲۸
	فصل ٦	
	قصدِ صحیح و نیتِ جازم	
۴۰	سفر و مرض سے پہلی نیکیاں	۲۹
۴۱	عمل کرنے والوں کے برابر ثواب	۲۹
۴۲	زوال و ترقی مدارج	۳۰
	فصل ۷	
	تعریف و تحسین مجانین	
۴۳	حالتِ ماسبق پر شمار	۳۰
۴۴	استحقاقِ عقوبت	۳۱
۴۵	حال و وجد کی ہمعنی تعبیر	۳۱
۴۶	مصنوعی مجذوب	۳۲
۴۷	خروج از زمرۂ مقربین	۳۲
۴۸	علاماتِ تقویٰ و فسق	۳۳
۴۹	انکی زبان پر شیطان بولنا	۳۳
۵۰	عمل کا زوال اور حال باقی	۳۴
۵۱	شمار حالتِ جنون	۳۴
۵۲	ایک واضح مثال	۳۵
۵۳	انبیاء کی نیند	۳۶
۵۴	عظیم ترین نقصِ انسانی	۳۶
۵۵	فلسفۂ تحریمِ مغشیات	۳۶
	فصل ۸	
	حقیقتِ کراماتِ مجانین	
۵۶	شانِ جہالت و نادانی	۳۷
۵۷	شیطانی تصرفات و مکاشفات	۳۷
۵۸	آمیزشِ کذب و افتراء	۳۸

شمارہ	عناوین	صفحہ
۵۹	عدمِ ولایت کی دلیل	۳۹
٦۰	صریح منافقت	۳۹
	فصل ۹	
	کتاب و سنت کی روشنی	
٦۱	ترکِ جمعہ و ترکِ فرائض	۴۰
٦۲	حزب الشیطان کا نمونہ	۴۱
٦۳	غلبہ و تسلطِ شیطانی	۴۱
٦۴	عقیدۂ کفر و ضلالت	۴۲
٦۵	منافیِ نجات عقیدہ	۴۳
٦٦	فصل الخطاب کا حکم	۴۳
٦۷	فاسق و فاجر کون؟	۴۵
٦۸	دربارِ رسالت کا فیصلہ	۴٦
٦۹	جھوٹ کے برابر؟	۴٦
۷۰	اجتہاد اور خلافتِ راشدہ	۴۷
۷۱	خودرائی و اجتہاد میں فرق	۴۸
۷۲	مناسبتِ نبی از تصرفِ شیطانی	۴۸
۷۳	بندگانِ خدا و شیطانی پرستش	۴۹
۷۴	بارگاہِ کبریا کا وسیلہ	۵۰
۷۵	پرستشِ ملائکہ کی حقیقت	۵۰
۷٦	مفہومِ روحانیت و کواکب	۵۱
۷۷	نزولِ حکمت سے مراد	۵۲
	فصل ۱۰	
	خدا دشمنی و خدا دوستی	
۷۸	رحمانی و شیطانی دو جماعتیں	۵۳
۷۹	اربعہ اقسامِ قلوب	۵۳
۸۰	اربعہ خصائلِ منافقین	۵۴
۸۱	دعائے پنجگانہ کی وجہ	۵۵
۸۲	مغضوب و گمراہ کا فرق	۵۵
۸۳	دعائے آخرین و اولین	۵٦

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ۱

اتباع نبوی کی اہمیت

خطبہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَاَشہَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَاَشہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ تَسلِیمًا کَثِیرًا۔ اَمَّا بَعدُ:

ساری حمد و ستائش اللہ تعالیٰ ہی کی شان کے شایاں ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے میں اس بات کی شہادت پیش کرتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ پر بہت بہت درود و سلام ہو۔ اس کے بعد قارئین کرام کے روبرو حسب ذیل اعلان واجب الاذعان ہے:

فرض عین عقیدہ اس بات کا معلوم کر لینا انتہائی ضروری ہے کہ بنی نوع انسان اور جنوں میں سے ہر ایک عاقل بالغ پر اس بات کا اعتقاد رکھنا اور اس عقیدہ کا اظہار کرنا فرض ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے

Marfat.com

رسول ہیں۔ آپ کو اللہ نے دینِ حق کی ہدایت دے کر اس لئے بھیجا ہے، کہ آپ تمام ادیان اور مذاہب پر غلبہ پا جائیں۔ اس بات کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت کافی ہے۔

رسولِ خدا کا دائرہ بعثت قطع نظر اس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقاتِ عالم کی تمام اصناف و اقسام کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، خواہ وہ انسان ہوں، یا جنوں کی قسم سے۔ ملکِ عرب کے رہنے والے ہوں، یا عجم کے باشندے۔ گورے ہوں، یا کالے، سب کے لئے داعی و رہنما ہیں عجم سے مراد تمام وہ قومیں ہیں جو عرب کے باشندے نہیں ہیں، خواہ وہ اہلِ ایران ہوں یا اہلِ پاکستان و ہند، اور بربر ہوں یا رومی۔ چاہے وہ دنیا کے کسی حصے اور گوشے میں آباد ہوں، اور کوئی زبان بولتے ہوں۔

جن و انس کے رسول الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جن و انس کے ہر فرد کے لئے ہے اور تمام باتیں، چاہے اُن کا تعلق ظاہر سے ہو، یا باطن سے، خواہ ان امور پر عقائد کا اطلاق ہوتا ہو یا حقائق کا، آپ ہی کو اُن سب کے بیان کرنے کا حق ہے۔

کون عقیدہ معتبر ہے؟ بالفاظِ دیگر اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عقیدہ معتبر نہیں ہو سکتا جب تک اس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح نہ فرمائی ہو، کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان اور آپ کی سنت کے مطابق نہ ہو شریعت طریقت، اور سنت کا کوئی مسئلہ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور رہنمائی کے حل نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا قرب اور رضامندی حاصل نہیں کر سکتا،

Marfat.com

اور نہ ہی اُس کی جنت میں داخل ہو کر اُس کے اعزاز اور کرامت کا مستحق ہو سکتا ہے، تا وقتیکہ ظاہر اور باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی نہ کرلے، اور آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر نہ چلے۔

مپندار سعدی! کہ راہِ صفا — تواں رفت جُز بر پئے مصطفیٰ

فصل ۲

ولایت اور شریعت غرّٰی کی پیروی

مجبوبِ خدا کے اوصاف غرض ہر ایک شخص کے لئے عقائد و اقوال، حقائق و احوال اور اخلاق و اعمال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازمی ہے۔ ولی اللہ اور خُدا کا مجبوب وہی ہے، جو ظاہر اور باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرلے جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ (۳ : ۳۱)	اگر تم خُدا کے ساتھ محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا مجبوب بنا دیگا اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا۔

علاوہ ازیں جن امورِ غیب کی بابت آپ ﷺ نے خبر دی ہے، اُن کو سچا سمجھے جن باتوں کو آپ ﷺ نے فرض بتایا ہے اُن کا پابند ہو، اور جن کو حرام قرار دیا ہے، اُن سے اجتناب کرے۔

اوصافِ منافیٔ ولایت اب جو شخص ایسا نہ کرے، اور اعمالِ ظاہرہ، جو اعضاء و جوارح

Marfat.com

سے سرزد ہوتی ہیں۔ یا اعمال باطنہ، جو قلوب وضمائر سے متعلق ہیں، ان میں ذرہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا روادار ہو، تو سمجھ لو کہ وہ مومنوں کی جماعت سے خارج ہے۔ چہ جائیکہ اس کو بزرگ اور ولی اللہ سمجھا جائے، چاہے اس سے کتنی ہی خارقِ عادت[1] امور ظاہر ہوں۔

احوالِ شیطانیہ کا ورود اس کی وجہ یہ ہے: کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے کسی حکم کا تارک ہے یا اُن باتوں میں سے کسی بات کا مرتکب ہوتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ مثلاً نماز نہیں پڑھتا، یا شراب اور بھنگ سے احتراز نہیں کرتا ہے تو ایسے شخص سے اگر بالفرض خارقِ عادت باتیں ظاہر بھی ہوں، تو انکو کرامت نہیں سمجھا جائے گا، اور ولایت کی علامت نہیں خیال کیا جائیگا۔ بلکہ اس قسم کے شخص یا اشخاص سے ایسے امور صادر ہوں، تو وہ دراصل احوالِ شیطانیہ ہوتے ہیں جو انسان کو خود پسندی کے ورطہ میں مبتلا کرتے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دُور کرتے، اور اس کی ناخوشی اور عذاب سے نزدیک بناتے ہیں۔

غیر مکلف اور مرفوع القلم البتہ جن لوگوں سے عدم بلوغ یا مسلوب العقل ہونے کی وجہ سے ایسے افعال سرزد ہوں تو وہ غیر مکلف ہیں؛ اور بحکم شرعِ شریف مرفوع القلم ہیں ایسے لوگوں کو عذاب نہیں ہوگا لیکن چونکہ وہ ایمان اور تقویٰ[2] کی نعمت سے محروم ہیں

---

[1] خواہ وہ آسمان پر اڑتا ہوا آئے، پانی پر چلتا ہوا جائے، اور آگ سے کھیلتا ہوا نظر آئے۔ ایسے پیر کی بیعت حرام ہے۔ بیعت ہو جائے، تو اس کا توڑنا فرض عین ہے۔ علماء محققین کا یہی فتویٰ ہے۔ (ناشر)

[2] ایمان اور تقویٰ سے اس لیے محروم ہیں، کہ ایک نابالغ، اور دوسرا مجنون ہے لیکن ایمان اور تقویٰ ایسی چیزیں ہیں جن کیلئے عقل اور بلوغ شرط ہے (مترجم)

جو اولیاء اللہ اور رہبرگانِ بارگاہِ خداوندی کی خاص علامت ہے، اس لیے ان کا شمار اولیاء اللہ میں نہیں ہوگا۔ لیکن یہ دونوں اصناف نابالغ اور مجنون، اپنے آباؤ اجداد کے مسلمان ہونے کی بدولت حکماً مسلمان تصور کئے جائیں گے، اور آخرت میں بھی ان کو نجات ہوگی۔ جیسا کہ کلامِ مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (۵۲ : ۲۱)

جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد بھی ایمان کیساتھ ان کے نقشِ قدم پر چلی، ہم اُن کیساتھ انکی اولاد کو ملحق کر دیں گے اور ہم اُن کے عمل میں سے کچھ بھی نہیں گھٹائیں گے۔ ہر ایک شخص اپنی کمائی کیساتھ وابستہ ہے۔

ولایت کیلئے عقل کی شرط لیکن چونکہ وُہ نعمتِ عقل سے بے بہرہ ہیں اس لیے اُنکے دل میں ایمان کے حقائق اور اہلِ ولایت کے معارف و احوال کی گنجائش نہیں کیونکہ ان باتوں کیلئے عقل پہلی شرط ہے۔ معرفت، یقین اور ہدایت اُس شخص کے دل میں جاگزین نہیں ہو سکتی، جو عقل سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (۵۸ : ۱۱)

(اللہ تعالیٰ تم میں سے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُن لوگوں کو جن کو علم کی نعمت دی گئی ہے، درجاتِ عالیہ پر فائز فرماتا ہے)۔

مسلوب العقل کا حکم تم جانتے ہو کہ علم کو وہ شخص بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا جس کے سر میں عقل نہیں۔ الغرض مسلوب العقل کو اگرچہ ترکِ مامورات (فرائض کو چھوڑنے) اور ارتکابِ محظورات (محرمات و افعالِ ممنوعہ کو بجالانے) پر آخرت میں مواخذہ نہیں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اُس

Marfat.com

پر رحم فرمائیگا۔ لیکن وُہ اللہ تعالیٰ کا ولی اور اُس کی بارگاہِ کبریا، کا مُقرّب بھی تو نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی وُہ علم اور ایمان کے درجاتِ عالیہ پر فائز ہو سکتا ہے۔

فصل ۳

قربِ خُداوندی کا حصول

تکذیب رسالت کا باطل عقیدہ جس آدمی کا یہ اعتقاد ہو، کہ کوئی ایسا شخص بھی ولی اللہ یا خُدا کا مقرّب ہو سکتا ہے، جو خُدا کے فرائض ادا نہیں کرتا، یا مُحرّمات کے ارتکاب سے پرہیز نہیں کرتا۔ چاہے وُہ ذی عقل ہو، یا مسلوبُ العقل۔ اور خواہ اس کو مجذوب کے نام سے مَوسُوم کیا جائے، یا کسی اور نام سے، تو وہ عقیدہ باطل ہے۔ اور جو شخص بھی ایسے شخص کو صالحین کے زُمرہ میں داخل سمجھے، اور اُس کو صاحب درجات عالیہ خیال کرے، تو اس قسم کا عقیدہ رکھنے والا آدمی خود کافر ہو جاتا اور اسلام کے دائرہِ سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ وُہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا رسُول نہیں سمجھتا، بلکہ آپؐ کی تکذیب کرتا ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی اُمّت کو واضح طور پر یہ پیغام پہنچایا ہے، کہ متقی لوگ ہی اولیاء اللہ کے درجہ پر فائز ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ارشادِ باری ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَاۤءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ، اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (۱۰: ۶۲، ۶۳)

خبردار رہو! بیشک خدا کے دوستوں پر کچھ ڈر نہیں اور نہ وُہ غمگین ہوں گے۔ یہ وُہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور جو تقوٰی کیا کرتے تھے

دوسری جگہ کلام پاک میں ارشاد ہے کہ خدا کے ہاں عزت اور تعظیم و تکریم کا معیار صرف تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (۴۹ : ۱۳)

(سب لوگوں کو خطاب کیا جاتا ہے) اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا (یعنی بلحاظ اصل کے تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو) اور ہم نے اس لئے تمہاری قومیں اور گوت بنائے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اس لئے نہیں کہ تم ایک دوسرے پر فخر اور تعلّی کرو، بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

مفہوم تقویٰ اور بجاآوری فرائض تقویٰ ہی خدا کے قرب کا معیار ہے، اور تقویٰ کا مفہوم یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے جس سے وہ اس کی رحمت کا امیدوار ہو اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خائف ہو کر اس کی منہیات اور محرمات سے بچتا رہے، اور اس کے دل کو ایمان اور ایقان کے نور نے روشن کر دیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا قرب صرف اسی کو حاصل ہو سکتا ہے، جو اس کے فرائض کو ادا کرتا رہے، اور نوافل کے بجالانے میں بھی سرگرم ہو۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ایک حدیث قدسی کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِمِثْلِ اَدَاءِ افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ (میرا قرب حاصل کرنے کیلئے فرائض ادا کرنے کے برابر کوئی چیز نہیں اور میرا بندہ نوافل کی بجاآوری سے میرا قرب، یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ الخ) (بخاری، ج ۲)

Marfat.com

اہمیت نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا عمل نماز ہائے پنجگانہ کا اپنی ٹھیک وقت پر ادا کرنا ہے۔ نماز کا درجہ تمام فرائض میں سب سے بڑھ کر اور سب سے زیادہ اہم ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا محاسبہ کیا جائیگا۔ یہ وہ فرض ہے، جس کا خود اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ بغیر توسط جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں حکم دیا۔ اور یہی اسلام کا وہ ستون ہے جس کے بغیر اسلام کو قیام نہیں۔

حکمنامۂ خلیفۂ ثانی دین کے تمام فرائض میں نماز کو اوّل درجہ کی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اپنی خلافت میں صوبوں کے عاملوں اور گورنروں کو حکمنامہ لکھتے تھے تو عموماً اُس میں یہ فقرہ ضرور درج ہوتا تھا: "اِنَّ اَھَمَّ اُمُوْرِکُمْ عِنْدِیْ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ حَفِظَھَا وَحَافَظَ عَلَیْھَا حَفِظَ دِیْنَہٗ۔ وَمَنْ ضَیَّعَھَا کَانَ لِمَا سِوَاھَا مِنْ عَمَلِہٖ اَشَدَّ اِضَاعَۃً" (میرے نزدیک دین کی سب سے اہم چیز نماز ہے، اس لئے جو شخص نماز کی پابندی اور اُس کے اوقات وغیرہ پر محافظت کرے گا، اُس کا دین محفوظ رہیگا۔ لیکن جو شخص اُس کی ادائیگی میں کوتاہی کریگا یا اس کے فرائض اور آداب کی نگہداشت نہیں کریگا، وہ دین کے دوسرے امور کو بطریق اولیٰ ترک کرنے اور ضائع کرنے پر آمادہ ہوگا۔"

حدِ فاصل کفر و شرک صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ: "بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الشِّرْکِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ وَقَالَ الْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ۔" ایک انسان اور کفر کے درمیان حدِ فاصل نماز کا ادا کرنا ہے (جس نے نماز کو چھوڑ دیا، اُس نے وہ حد توڑ دی)۔ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے ہیں "ہمارے اور ہمارے مخالفین اہلِ شرک و کفر کے درمیان ذمہ داری کی چیز نماز ہے جس نے نماز کو ترک کر دیا اُس نے اسلام کو چھوڑ کر کفر کا رستہ اختیار کر لیا" ان دلائل کی بنا پر جو شخص نماز کے ہر ایک عاقل بالغ پر فرض ہونے کا قائل نہیں، اُس کے کافر و مرتد ہونے میں ذرہ بھی شک نہیں، اور تمام ائمۂ دین کا اس پر اتفاق ہے۔

عارف باللہ اور عقائد باطلہ

لیکن اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز ایک نیک عمل ہے، اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھتا ہے، اور اس کے کرنے والے کو ثواب عنایت کریگا وہ خود بھی نماز پڑھتا ہے۔ رات کو عبادت میں مشغول رہتا، اور دن کو روزے رکھتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ نماز کو ہر ایک عاقل بالغ پر فرض نہیں[1] سمجھتا، تو ایسا شخص بھی کافر و مرتد ہے۔ جبتک وہ اس بات پر پختہ یقین نہ کرے کہ نماز ہر ایک عاقل بالغ پر فرض ہے۔ ہاں! حائضہ اور نفاس والی عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

نیز جس شخص نے اس بات پر اعتقاد کر لیا ہو: کہ بعض عارف باللہ، واصل باللہ اور برگزیدگانِ بارگاہ ایسے بھی ہیں، جن کو نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں یا[2] بعض خاصّانِ خداوندی ایسے بھی ہیں کہ نماز اُن پر فرض نہیں۔ اُن سے اس لئے نماز ساقط ہو جاتی ہے، کہ وہ بارگاہِ قدس میں پہنچ چکے ہیں، یا یہ کہ وہ نماز سے مستغنی ہیں، اور اس سے بھی زیادہ اہم مصروفیت رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ نماز کا مقصد دل کا خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے، اور یہ بات اُن کو بغیر نماز کے ہر وقت حاصل ہے۔ یا یہ کہ اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ قرب اور معیت حاصل ہے، جس کو وہ اپنی اصطلاح میں "جمعیت" کہتے ہیں۔

---

[1] بلکہ اس کا یہ اعتقاد ہے، کہ انسان ایک ایسے درجے تک پہنچ سکتا ہے، جب کہ نماز روزہ اس سے ساقط ہو جاتا ہے۔ مترجم:

اور اُن کا یہ اعتقاد ہوتا ہے، کہ اگر یہ لوگ نماز پڑھنے لگیں، تو اس سے اُس حالتِ جمعیت میں خلل آتا ہے جس کو وُہ "تفرقہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یا یہ کہ جب اُن کو خدائے تعالیٰ کی ساتھ اس قدر اختصاص ہے، کہ اُن کے ہاتھ پر خارقِ عادت امور ظاہر ہوتے ہیں، مثلاً: وُہ ہواہیں اُڑتے ہیں، یا پانی پر چل پھر سکتے ہیں، یا ہوا سے کسی برتن کو پُر از آب کر دیتے ہیں، یا اُن کو یہ قدرت تھی کہ کسی جگہ کا پانی خشک کر دیں یا زمین کے نیچے سی گڑے ہوئے خزانے باہر نکال لائیں، یا یہ کہ جو شخص ان کے ساتھ دُشمنی کرے، اُس کو غیبی طور پر ہلاک کر دیں، اس لئے اِن پر نماز فرض نہیں، اور نہ وُہ ادائے نماز کی محتاج ہیں، کیونکہ نماز کا مقصد اُن کو حاصل ہو چکا ہے۔ یا کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے خواص بندگان بھی ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے سے بے نیاز ہیں، جیسے کہ خضر علیہ السلام کو اپنے زمانہ میں ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کی حاجت باقی نہیں رہی تھی۔ یا یہ کہ جو شخص خارقِ عادت کا مظہر ہو، مثلاً وُہ ہوا میں پرواز کر سکے، یا پانی پر چل سکے، تو وُہ خدا کا ولی ہے، چاہے وہ نماز پڑھے یا اُس کا تارک ہو۔ یا اُس کا یہ اعتقاد ہو، کہ اِن لوگوں کی نماز بغیر وضو کے بھی مقبول ہوتی ہے، یا اُن مسلوب العقل اشخاص، مجنون اور پاگل لوگوں کو ولی اللہ خیال کرے، جو اکثر قبرستانوں اور مسافر خانوں یا دوسری جگہوں میں پڑے رہتے، یا آوارہ پھرتے ہیں، لیکن نہ وضو کرتے اور نہ نماز پڑھتے ہیں۔ اس قسم کا اعتقاد رکھنے والا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اور اِس پر تمام ائمۂ دینؒ کا اتفاق ہے۔

نصرانی راہبوں کا زُہد و تقویٰ

یہ بات تو بھی تمہیں ہرگز دھوکہ اور مغالطہ میں نہ ڈالے کہ اس

قسم کا اعتقاد رکھنے والا شخص کبھی بھی زاہد اور عابد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے راھب ان سے زیادہ عابد اور زاہد تھے اور جو تعلیمات رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے وہ اُن میں سے اکثر کو مانتے تھے اور رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اتباع کو بہ نظر تعظیم و احترام دیکھتے تھے لیکن چونکہ وُہ شریعت اسلام کی تعلیمات کو نہیں مانتے تھے بلکہ بعض کے قائل اور بعض کے منکر تھے اس لیے اُن کو کافر مُطلق شمار کیا گیا۔ کلامِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا، اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا، وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا، وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ، وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (۴: ۱۵۰ تا ۱۵۲)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسُول سے برگشتہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُسکے رسُولوں میں (تصدیق کی) لحاظ سے تفرقہ ڈالیں۔ اور کہتے ہیں: "ہم اُن میں سے بعض کو مانتے ہیں (اور) بعض کو نہیں مانتے"۔ اور اس طرح چاہتے ہیں: ایمان اور کُفر کے درمیان کوئی تیسری راہ اختیار کریں: تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں (اُن کا بعض رسالتوں پر ایمان رکھنے کا دعوٰی انہیں مومن نہیں بنا دے سکتا) اور کافروں کیلئے ہم نے ذلّت دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسُولوں پر ایمان لائے اور اُن میں سے کسی ایک کو بھی دُوسرے سے جُدا نہیں کیا (یعنی کسی ایک سے بھی انکار نہیں کیا) تو بلاشبہ ایسے ہی لوگ ہیں کہ جنہیں مومن میں

اور عنقریب ہم انھیں اُن کے اجرِ عمل فرمائیں گے، اور اللہ بخشنے والا رحمت رکھنے والا ہے۔

اس آیتِ کریمہ سے صاف طور پر واضح ہے کہ جو لوگ بعض رسولوں کو مانتے اور بعض کو نہیں مانتے، وہ کافرِ مطلق ہیں۔ بعض کے ماننے سے اُن کے کفر میں فرق نہیں آتا۔

مکذبِ مطلق اور مکذبِ جزوی اسی طرح جو لوگ ایک ہی رسول کے بعض احکام کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں، وہ کافرِ مطلق ہوں گے۔ چنانچہ کلامِ مجید کی اس آیت سے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے:

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ۔

(۸۵ : ۲)

کیا یہ اس لیے ہے کہ کتابِ الٰہی کا کچھ حصہ تو تم مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو؟ پھر بتلاؤ، تم میں سے جن لوگوں کے کاموں کا یہ حال ہو، انہیں پاداشِ عمل میں اس کے سوا کیا مل سکتا ہے کہ دنیا میں ذلت اور رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت سے سخت عذاب! یاد رکھو، اللہ کا قانونِ جزا تمہارے کاموں کی طرف سے غافل نہیں ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ جو لوگ کتاب اللہ کے بعض حصوں کو نہیں مانتے ہیں، اُن کیلئے بھی وہی ذلت اور عذاب ہے، جو کافروں کیلئے مقرر ہے۔ یہ آیت اس لحاظ سے اور بھی سخت ہے کہ جن لوگوں کے حق میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی ہے اُن کو کتاب اللہ کی بعض آیات سے فقط عملاً انکار تھا۔ اور یہاں عمل تو کجا عقیدہ بھی درست نہیں، ان کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

الغرض، جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بعض احکام کو نہیں مانتے، وہ بھی

Marfat.com

مجذوبِ مطلق کی طرح کافر ہیں اور بقیہ اعمال میں اُن کا زُہد و صلاح کسی مصرف کا نہیں

نعمتِ عقل اور دولتِ ایمان سے محرومی

اب ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں ہر زیادہ سے زیادہ ایسا شخص جو مسلوب العقل، دیوانہ اور از خود رفتہ ہے، وہ مرفوع القلم ہو سکتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اگر وہ کسی خلافِ شرع امر کا ارتکاب کرے، تو اُس پر مواخذہ نہیں ہوگا لیکن ساتھ ہی وہ دولتِ ایمان سے محروم اور بے بہرہ تصور کیا جائیگا، اور اگر وہ نماز، روزہ یا کوئی اور عبادت ادا کرلے تو وہ صحیح نہیں ہونگی اور نہ ہی اُس کے اعمالِ صالحہ اُس کے لئے قربِ خدا اور رفع درجات کا باعث ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ان چیزوں کی صحت کیلئے نعمتِ عقل سے بہرہ ور ہونا شرط ہے، اور اس لئے اِس قسم کا کوئی شخص کبھی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّھٰی"[۱] (۲۰ : ۵۴) بیشک اس عبرت آمیز کہانیوں میں اور ان عجائباتِ قدرت میں ارباب عقل و دانش کیلئے اللہ تعالیٰ کی معرفت کی نشانیاں ہیں)۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: "ھَلْ فِیْ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ"[۱] (۸۹ : ۵) "اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ"[۲] (۸ : ۲۲) "اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ"[۳] (۱۲ : ۲) الغرض کہاں تک قرآنِ کریم کی آیات کا اقتباس کیا جائے! قرآنِ کریم میں بیسیوں جگہ عقل کی مدح

---

[۱] کیا یہ چیزیں ایک صاحبِ عقل کی نگاہ میں اس قابل نہیں کہ ان پر قسم کھائی جائے

[۲] بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب جانوروں سے بدتر وہ گونگے اور بہرے اشخاص ہیں جن کو کچھ سمجھ نہیں

[۳] بیشک ہم نے قرآن پاک کو عربی زبان میں پڑھنے کیلئے نازل فرمایا، تاکہ تم اس کو سمجھ سکو۔

و تعریف موجود ہے، اور ہر جگہ اہلِ عقل اور خداوندانِ دانش ہی کو خطاب کرنے کا اہل سمجھا گیا ہے اور ان لوگوں کی، جو عقل سے بے بہرہ ہیں، اُن کی کہیں بھی مدح اور تعریف نہیں کی۔ بلکہ جو لوگ عقل کو استعمال نہیں کرتے، اُن کی جا بجا سخت مذمت کی گئی ہے۔

فقدانِ عقل و دانش کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کی زبان سے نقل فرمایا ہے:

"وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ" (۶۷:۱۰)

(اگر ہم خدا اور اس کے رسول کا کلام سُنتے یا عقل کو کام میں لاتے، تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے) دوسری جگہ ارشاد ہے: وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا، وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا، أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ" (۷:۱۷۹) تیسری جگہ کافروں کے حق میں فرمایا ہے: اَمْ

ل اِس لئے جو لوگ سرے سے عقل رکھتے ہی نہیں اُن کے لئے اگرچہ یہ مذمت نہیں، لیکن چونکہ عقل نہ رکھنے اور عقل کو استعمال نہ کرنے کا نتیجہ ایک ہے، اِس لئے وہ لوگ جو عقل کی نعمت سے محروم ہیں یعنی مسلوب العقل اور از خود رفتہ ہیں، درجاتِ عالیہ کے حاصل کرنے سے بہر حال قاصر ہیں۔ خوب سمجھ لو۔ مترجم۔ ؎ بیشک ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اور انسان پیدا کئے ہیں، وہ دل تو رکھتے ہیں، لیکن اِن کے ذریعہ کوئی بات سمجھتے نہیں، اور اُن کی آنکھیں تو ہیں، پر اُن سے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے اور کانوں کے ہوتے ہوئے بھی اُن کے ذریعہ کچھ نہیں سُنتے۔ یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں، بلکہ اُن سے بھی گمراہ تر، اور گئے گزرے۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

Marfat.com

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا" (۲۵ : ۴۴) ۔ یعنی یہ لوگ حیوانات سے بھی بدتر ہیں۔

گویا جو شخص عقل نہیں رکھتا، اُس کا ایمان اور دیگر اعمال مُعتبر نہیں۔ فقہاء نے اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص جو یہودی اور نصرانی ہے، دیوانہ ہو جائے اور دیوانگی کی حالت میں ایمان لائے، تو وہ شخص ظاہر اور باطن میں مسلمان نہیں کیونکہ اُس میں عقل نہیں، جو صحتِ ایمان کی شرط ہے۔ البتہ جو شخص پہلے سے مسلمان ہے، اور بعد میں اُس کو جنون کا عارضہ ہُوا، تو اُس کو اُس کے سابق ایمان کی وجہ سے ثواب ملے گا۔

طفلِ نابالغ اور پیدائشی دیوانگی لیکن جو شخص پیدائشی دیوانہ اور مسلوب العقل ہے، اور مرتے دم تک اُس کا یہ عارضہ قائم رہے تو اُس کو مسلمان یا کافر کچھ بھی نہیں کہیں گے۔ بلکہ اُس کا حکم طفلِ نابالغ کا ہے جس کا اگر باپ مسلمان ہے، تو وہ اپنے باپ کی تبعیت میں مسلمان تصور کیا جائیگا۔ اس پر تمام ائمہ دین کا اتفاق ہے۔ اُس کی ماں کے مسلمان ہونے کی صورت میں بھی جمہور علماء مثلاً امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے کہ وہ اپنی ماں کی تبعیت میں مسلمان شمار کیا جائیگا۔ جس پیدائشی مجنون کی مسلمانوں کے درمیان دارالاسلام میں ولادت ہوئی ہو، وہ بھی دارالاسلام کی تبعیت میں مسلمان ہوگا جیسے کہ اطفالِ نابالغ کا بھی یہی حکم ہے۔

اولیاء اللہ اور متقی کون ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان میں درحقیقت ایمان کی صفت

لے کیا تم خیال کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ کچھ سنتے یا عقل سے کام لیتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ لوگ تو قطعاً چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں، راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

موجود ہے، بلکہ والدین یا ملک کی تبعیت سے حکماً وہ مسلمان گنے جاتے ہیں۔ ان کا بظاہر اسلام کسی خاص خوبی کا موجب نہیں، اور نہ ہی وہ اسکی بدولت اولیاء اللہ اور متقین کے زمرہ میں داخل سمجھے جا سکتے ہیں۔ اولیاء اللہ اور متقین وہی ہیں، جو ادائے فرائض و نوافل اور اجتناب ذنوب و معاصی کے ذریعہ قرب خداوندی جل شانہ کے جویاں رہتے ہیں لیکن ایسا کرنا عقل و دانش سے بہرہ ور ہوئے بغیر ممکن نہیں۔

فصل

تفسیر وانتم سکاری

حرمت شراب کا حکم اللہ کا ارشاد ہے "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ" (۴ : ۴۳)[1] اس آیت میں بحالت بیہوشی و بیخودی اور وارفتگی نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، اور یہ حکم دیا گیا ہے: کہ "نماز اس وقت پڑھو جب تمہاری یہ کیفیت ہو کہ جو کچھ تم منہ سے بولتے ہو، اسکو سمجھتے جاؤ" علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پیشتر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک صحابی نے شراب پی کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ یہ امر ملحوظ رہے کہ اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی، اور قرات کے پڑھنے میں اس سے غلطیاں سرزد ہوئیں، اور اختلاط سا ہو گیا جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

135225

---

[1] اے مومنو! ایسی حالت میں نماز کے نزدیک مت جاؤ جبکہ تم بہوش ہو، یہاں تک کہ جو کچھ تم کہتے ہو، اس کو سمجھ سکو۔

Marfat.com

بیہوشی اور مقصودِ نماز کا استحضار
اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیہوشی کی حالت میں جو غیر محرم شراب کے پینے سے حاصل ہوئی تھی، صرف اس لئے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کہ انسان جو کچھ منہ سے نکالتا ہے، اُس کا مفہوم نہیں سمجھتا۔ بالفاظِ دیگر وہ خالی الذہن رہتا ہے، اور جن معانی کا الفاظِ مخصوصہ کے ذریعہ سے قلب پر اثر ڈالنا مقصود ہوتا ہے، بحالت بیہوشی اور وارفتگی اُس کو اُن معانی کا استحضار نہیں ہوتا اور نہ وہ اُن معانی کا استحضار کر سکتا ہے، اس لئے نماز کا مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

مجنون کی نماز درست نہیں
بہر کیف اس آیت میں جو حکم مذکور ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کوئی ایسا شخص جو اپنے کلام کو نہیں سمجھ سکتا، نماز نہ پڑھے، لہٰذا اُس کا نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ خواہ اُس کی یہ حالت کسی جائز فعل سے پیدا ہوئی ہو، یا ناجائز سے۔ اسی بنا پر علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے: کہ جس شخص کی عقل کسی جائز یا ناجائز سبب سے زائل ہو گئی ہو، اُس کی نماز درست نہیں رچہ جائیکہ مجنون اور مسلوب العقل کی نماز درست ہو۔

سکاریٰ کے دوسرے معنی
بعض مفسرین نے حضرت ضحاکؒ سے نقل کیا ہے کہ "اس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اے مومنو تم نماز کے نزدیک مت جاؤ، جب کہ تم پر نیند کی وجہ سے بیہوشی کی سی حالت طاری ہو"۔ اگر اس قول کے قائل کا یہ مطلب ہے، کہ آیت کا مفہوم اس حالت کو بھی شامل ہے، جو نیند کی وجہ سے پیدا ہو گئی، تو تب تو مسلّم ہے، ورنہ بصورتِ دیگر ہم اس قول کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کیونکہ آیت کا شانِ نزول یہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ شراب کی بیہوشی کے حق میں نازل ہوئی ہے اور لفظ کا صریح مفہوم بھی یہی ہے۔

Marfat.com

عمومی معنی میں شمولِ نیند

البتہ یہی آیت بعمومہ نیند والی حالت کو بھی شامل ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی لِسَانِہٖ فَلْیَرْقُدْ، فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّہٗ یُرِیْدُ اَنْ یَسْتَغْفِرَ فَیَسُبَّ نَفْسَہٗ (جب کوئی تم میں سے رات کی نماز پڑھنے لگے اور نیند کے غلبہ کی وجہ سے قرآن شریف کو واضح طور پر نہ پڑھ سکے، تو اس کو سو جانا چاہیے کیونکہ وہ نہیں جانتا، شاید وہ مغفرت طلب کرنا چاہے اور اس کی بجائے اپنے آپ کو گالی دے بیٹھے) ایک اور حدیث ہے: اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ فَنَعَسَ فَلْیَرْقُدْ (جب کوئی شخص رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کرے اور وہ اونگھنے لگے، تو اس کو سو جانا چاہیئے) اس حدیث میں تم نے دیکھ لیا کہ جب اونگھ کی حالت میں قرأت کی غلط ملط ہونے کا احتمال ہو تو نماز نہیں پڑھنا چاہیئے۔

استدلالِ فقہاء

فقہا نے اس حدیث سے استدلال کرکے لکھا ہے کہ اونگھ سے وضو نہیں جاتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا، تو وضو ٹوٹ جانے کے باعث اس کو نماز چھوڑنا پڑتی، تاکہ وہ دوبارہ وضو کرے، اور اس لئے کسی دوسری خاص ہدایت کی اس کے حق میں ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ: "وہ نہیں جانتا شاید وہ مغفرت طلب کرنا چاہے اور وہ اپنے آپ کو گالی دے بیٹھے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ اونگھ سے وضو نہیں جاتا، اور نماز چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے، اس کو سمجھتا نہیں۔

نماز میں حضورِ قلب

اس دلیل کو توسیع دیکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حدیث صحیح میں ثابت

Marfat.com

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جب کہ کھانا سامنے موجود ہو یا رفع حاجت کا تقاضائے بشریت اس کو مجبور کر رہا ہو۔ اس کی لمیت اور فلاسفی یہ ہے کہ ایسی حالت میں انسان کا حضورِ قلب نہیں ہوتا، اور جو کچھ کہتا ہے، اُس کو سمجھ نہیں سکتا۔ توجہ تام اور حاضر قلبی مقصد نماز ہے اور وہ حاصل نہیں۔ جیسا کہ ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ایک دانشمند مسلمان کی علامت یہ ہے کہ وہ پہلے اپنی ضروریات سے فارغ ہولے اور اس کے بعد نماز پڑھے تاکہ اس کا دل مشوش نہ ہو اور وہ پوری توجہ کے ساتھ نماز پڑھ سکے۔

نماز درست نہ ہونے کی وجہ الغرض جب ایسی حالت میں نماز درست نہیں جب کہ کسی جائز ذریعے سے انسان کی عقل زائل ہوگئی ہو اور وہ اپنے کلام کو نہ سمجھ سکے تو اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ دیوانہ اور مسلوب العقل شخص کی نماز اور اس شخص کی نماز بھی جس کو مجذوب اور از خود رفتہ کہا جاتا ہے، بطریق اَولیٰ درست نہیں ہوگی۔

بہترین عمل و عبادت یہ ایک معلوم بات ہے کہ نماز ایک بہترین عبادت ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: "یارسول اللہ! اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا۔ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ۔ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ الْجِہَادُ۔" "کونسا عمل سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے؟" آپ نے فرمایا: "اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔" میں نے عرض کیا، "پھر؟" آپ نے فرمایا "والدین کے ساتھ حسن سلوک۔" میں نے عرض کیا "پھر؟" آپ نے فرمایا: "خدا کے راستہ میں جہاد کرنا۔" ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ "یہ جوابات مجھ کو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی اور اگر میں کچھ زائد سوالات کرتا، تو یقیناً آپ مجھے مزید جوابات ارشاد فرماتے" نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک دوسری حدیث ہے: "کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَجِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِهٖ ثُمَّ الْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ۔ سب سے بہتر عمل اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا ہے، اور اس کے بعد حج مقبول کا درجہ ہے۔

نماز پر ایمان کا صریح اطلاق

ان دونوں حدیثوں میں گو بظاہر کچھ مخالفت معلوم ہوتی ہے لیکن در حقیقت کچھ بھی مخالفت نہیں۔ کیونکہ نماز پڑھنا، اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے مفہوم میں داخل ہے جس کی شاہد یہ آیت ہے: "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (۲: ۱۴۳)۔ یہ کبھی نہیں ہونے کا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے۔ ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ اور تابعین کا قول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو نمازیں تم نے آیاتِ تحویلِ قبلہ کی نزول سے پیشتر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہیں، ان کا اجر اور ثواب ضائع نہیں ہوگا" اس آیت میں صریحاً نماز پر لفظ ایمان کا اطلاق کیا گیا ہے۔

مناسبت ایمان اور نماز

ایمان اور نماز کی آپس میں بیحد مناسبت ہے، اور ایمان کی طرح نماز میں بھی کسی حالت میں ایک شخص دوسرے کا نائب نہیں ہو سکتا۔ کوئی ایک شخص دوسرے کی بجائے فریضۂ نماز ادا نہیں کر سکتا، چاہے وہ دوسرا شخص نماز کے پڑھنے سے معذور ہو۔ اور یہی حال ایمان کا ہے کہ ایک شخص دوسرے کی جگہ ایمان نہیں لا سکتا جس طرح ایمان کسی حالت میں آدمی کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا، اسی طرح نماز بھی آدمی کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ اس کی عقل و حواس

ساقط ہو، اور وہ اُس کے بعض افعال بجالانے پر قادر ہو۔ البتہ جب نماز کا کوئی فعل بھی ادا نہ کر سکے، اور اقوال سے بھی عاجز ہو، تو ایسی حالت میں کیا وہ آنکھ کے اشارے سے نماز پڑھے؛ اور نماز کے افعال اور اقوال کا دل میں استحضار کرے؛ یا اس حالت میں نماز اُس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے؛ تو اس بارہ میں علماء کے دو مختلف قول ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ سقوطِ نماز کا خیال ہی بالکل غیر مشروع ہے۔

فصل ۵

مجنون اور ثواب و عذاب کا فلسفہ

نہ کوئی مواخذہ، نہ مستوجب عذاب

الغرض جو شخص مسلوب العقل ہو تو وہ نماز اور دوسرے اعمالِ صالحہ سے محروم ہے، جو قربِ خداوندی کے اسباب اور موجبات ہیں۔ عدمِ عقل کے باعث ایسے شخص کے فرائض و نوافل درست نہیں، اور اس لئے وہ ولایت کے درجہ پر بھی فائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ولایت کی پہلی شرط یہ ہے کہ کوئی شخص فرائض اور نوافل کی بجاآوری سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہو۔ ہاں ہم پہلے یہ بھی بیان کر چکے ہیں: کہ اگر وہ درحقیقت مسلوب العقل ہے، اور اُس کا جنون یا وارفتگی مصنوعی نہیں، تو بیشک وہ مرفوع القلم ہے۔ اور وہ بچوں اور چارپایوں کی طرح اپنے افعال اور اقوال کا ذمہ دار نہیں، کیونکہ وہ غیر مکلف ہے۔ اور اس لئے آخرت میں اُس پر کوئی مواخذہ نہیں ہو گا، اور نہ وہ ترکِ فرائض یا ارتکاب محرمات کی وجہ سے مستوجب عذاب ہو گا۔

Marfat.com

عدمِ زوالِ درجۂ ولایت

یہ بھی یاد رکھو: کہ اگر وہ مسلوب العقل ہونے سے پہلے مومن تھا اُس نے اعمالِ صالحہ کئے تھے، اور فرائض و نوافل کی بجا آوری سے وہ اللہ تعالیٰ کے درجاتِ قُرب حاصل کرنے میں کوشاں رہتا تھا، تو اس کو اس کا ثواب ملیگا۔ اور بقدر اپنے ایمان اور تقویٰ کے وہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا مستحق ہوگا۔ اور جنون طاری ہونے کی وجہ سے اس کا یہ درجہ زائل نہیں ہوتا، جیسے کہ موت اُس کو زائل نہیں کر سکتی

نیکی برباد، بدی ملیامیٹ

برخلاف اس کے، اگر کوئی مسلمان آدمی مرتد ہو جائے، والعیاذ باللہ، تو اُس کی تمام سابقہ نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ تمام برائیوں میں، مرتد ہونے کے سوائے اور کوئی ایسی برائی نہیں، جو تمام نیک اعمال کو اکارت ہونے کا موجب ہو۔ اسی طرح تمام نیکیوں میں سوائے توبہ کے کوئی ایسی نیکی نہیں، جس کی برکت سے تمام برائیاں مٹ جائیں۔ صرف سچی توبہ ہی ایک ایسی چیز ہے، جو ہر قسم کی چھوٹی اور بڑی برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔

انقطاعِ ثواب کا باعث

مسلوب العقل شخص، جو نیکیاں ہوش زائل ہونے سے پہلے کیا کرتا تھا، یا اب افاقہ کی حالت میں کرتا ہے، اس کا تسلسل جنون طاری ہونے کی حالت میں منقطع ہو جاتا ہے یعنی جنون کی حالت میں اُن نیکیوں کا ثواب اُس کے لیے نہیں لکھا جاتا، کیونکہ اس حالت[1] میں وہ قصد صحیح نہیں رکھتا۔

---

[1] اس کی تشریح یہ ہے کہ انسان کو یا تو کسی نیک عمل کے کرنے سے ثواب ملتا ہو، یا اُس وقت ملتا ہے، جب کہ صحیح طور پر وہ اس عمل کے کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہو لیکن کسی مانع کی وجہ سے اس کی بجالانے سے قاصر رہتا ہو، تو ایسی حالت میں اُس کو نیک عمل کی نیت ہی کی بدولت ثواب ملتا ہے۔ اس کی مثالیں خود مصنف علیہ الرحمۃ کے کلام میں دی گئی ہیں (بقیہ برصفحہ ۲۹)

Marfat.com

فصل ۶

قصدِ صحیح اور نیت جازم

سفر و مرض سے پہلے نیکیوں کا ثواب ایک صحیح حدیث میں بروایت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: کہ "اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ کُتِبَ لَهُ الْعَمَلُ مَا کَانَ یَعْمَلُ وَ هُوَ صَحِیْحٌ مُقِیْمٌ" (جب آدمی بیمار ہو جائے یا سفر اختیار کرے، تو اس حالت میں بھی اس کے لئے ان نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے، جو وہ صحت کی حالت میں، یا اقامت پذیر ہونے کی حالت میں، مرض اور سفر سے پہلے کیا کرتا تھا۔)

عمل کرنے والوں کی برابر ثواب ایک صحیح حدیث میں ہے: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک کے دوران میں اُن لوگوں کے حق میں، جو اس سفرِ جہاد میں کسی عذرِ صحیح کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے، فرمایا تھا: کہ "اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ۔ قَالُوْا: وَ هُمْ فِی الْمَدِیْنَةِ؟ قَالَ: وَ هُمْ بِالْمَدِیْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ" (بے شک مدینہ میں کچھ ایسے اشخاص رہ گئے ہیں کہ جب تم کوئی منزل طے کرتے ہو، یا کسی وادی کو عبور کرتے ہو، تو وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! اور اگرچہ وہ مدینہ میں مقیم ہیں؟" آنحضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸) لیکن مجنون میں چونکہ صحیح نیت کرنے کی استعداد نہیں، اس لئے وہ جنون کی حالت میں نیکیوں کے ثواب سے قطعاً محروم رہتا ہے (مترجم) لہ یعنی ان کو وہی ثواب الخ (بقیہ برصفحہ ۳۰)

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا "بلاشک وہ مدینہ میں ہیں، عذر نے اُن کو روک رکھا ہے۔" اُن لوگوں کے دل میں جہاد کی رغبت موجزن تھی اور وہ سچے دل سے چاہتے تھے کہ اُس میں شریک ہو کر اُس کا اجر اور ثواب حاصل کریں لیکن کسی نہ کسی عذر کی وجہ سے وہ ایسا کرنے سے قاصر تھے۔ اس لئے اُن کو صحیح نیت کی بدولت عمل کرنے والوں کے برابر ثواب دیا گیا۔

زوال عقل کی تدارج برخلاف اس کے جس کی عقل زائل ہو جائے، وہ صحیح نیت کا مالک نہیں رہتا۔ اور اس لئے اُس کو کوئی ثواب نہیں ملتا لیکن جن لوگوں کا قصد صحیح تھا، اُنہیں پورا پورا ثواب ملا۔ اس سے جو شخص مومن متقی ہو اور اس کے بعد اُس کی عقل زائل ہو جائے، قیامت کے دن مومنوں متقیوں کے ساتھ اُس کا حشر ہو گا۔ اسی طرح جو شخص جنون سے پہلے کافر یا فاسق تھا، وہ قیامت کے دن کافر یا فاسق مبعوث ہو گا۔ کیونکہ جنون اُس کے کفر یا فسق کا کفارہ نہیں ہو سکتا اور اس کو زائل نہیں کر سکتا۔

فصل

مجانین کی تعریف و تحسین

جہالت یا سینی پر شمارہ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ عقل کی زائل ہونے سے کسی کا درجہ بڑھ جاتا ہے، یا اُس کی تقویٰ اور صلاح میں اضافہ ہوتا ہے۔ خواہ ایسے شخص کو مجنون اور دیوانہ کہا جائے یا اسے خود رفتہ اور مجذوب کہا جائے۔ بلکہ حقیقت

بقیہ ص ۲۹ حاصل ہوتا ہی جو تم کو سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے ہوتا ہے (مترجم)

Marfat.com

یہ ہے کہ عقل کے زائل ہونے سے انسان اپنی اُس حالت پر قائم شمار کیا جاتا ہے، جو قبل از جنون اُس کی تھی۔ اِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔ اُس کی حالت ماسبق میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اتنی بات ضرور ہے؛ کہ اگر اُس کی پہلے کی حالت زہد و تقویٰ اور خیر و صلاح کی تھی، تو اُس کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے اور وُہ مزید نیکی کے کمانے سے محروم رہ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر جنون کی حالت میں کسی بُرائی کا ارتکاب کرے، تو اُس کی عقوبت سے وُہ مُعاف کیا جائیگا۔ کیونکہ جب تک کسی فعل کا قصدِ صحیح اور نیتِ جازم سے نہ کیا جائے؛ اُس پر کوئی ثواب یا عذاب مرتب نہیں ہوتا۔ یہ اس مسلوب العقل کا حکم ہے، جس کی یا تو خود بخود قدرتی اسباب سے عقل زائل ہوگئی ہو، یا کسی مباح اور جائز فعل کے کرنے کا نتیجہ ہو۔

استحقاقِ عقوبت

لیکن اگر کوئی ناجائز اور غیر مشروع فعل اُس کے زوالِ عقل کا باعث ہے۔ مثلاً شراب پینے کی وجہ سے اس کا ہوش قائم نہیں رہا یا بھنگ نوشی کی بناء پر اُس کی عقل زائل ہوئی ہو، یا کسی گانے بجانے کی مجلس میں حاضر ہو اور اُس کے سُننے سے وُہ از خود رفتہ ہوگیا۔ یا وُہ ایک ایسا شخص ہے جو طریقہ سُنت کے خلاف عباداتِ بدعیہ میں شریک رہتا ہے اور اس لئے شیطان اُس پر غالب آ کر اُس کی عقل میں تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ تو ان صورتوں میں وُہ اس لئے قابلِ مذمت اور مستوجب عذاب ہوگا کہ اُس نے خلاف شرع فعل کا ارتکاب کرکے اپنے اختیار سے اپنی عقل زائل کی۔

حال و وجد کی بے معنی تعبیر

اکثر ان اشخاص میں ایسے بھی ہوتے ہیں، جو خود شیطانی احوال اور کیفیات کھینچ لانے کا ذریعہ ہوتے ہیں، مثلاً وُہ کوئی ایسا

فعل کرتے ہیں، جو شیطان کو محبوب ہے۔ اس کے بعد وہ غیر معمولی ناچ کرتی ہیں جس کے بعد وہ از خود رفتہ ہو جاتے ہیں یا خراٹے بھرنے لگتے ہیں، اور ان پر شیطانی حال آ جاتا ہے جس کو یہ لوگ "حال" اور "وجد" اور ایسے ہی دوسرے خوش آیند ناموں سے اور بے معنی تعبیر کرتے ہیں۔

مؤاخذہ مصنوعی مجذوب

بہت سے ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں، جو تصنع کے طور پر مجذوب بنتے ہیں، اور رفتہ رفتہ درحقیقت مسلوب العقل ہو جاتے ہیں یہ تمام فتنہ شیطان کا پھیلایا ہوا ہے، اور اس قسم کے افراد شیطان کی جماعت کے افراد ہیں۔ البتہ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ جو ناجائز حرکات ان سے مسلوب العقل ہونے کی حالت میں صادر ہوں، ان کے لئے ان پر مواخذہ ہوگا یا نہیں؟ اس کی اصل مخمور از شراب کا مسئلہ ہے جس کی بابت امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ اور بعض دوسرے ائمہ کرام کی تصریح موجود ہے کہ سکر کی حالت میں بھی وہ مکلف سمجھے جائیں گے، اور غیر مشروع افعال کے ارتکاب کے ذمہ دار ہوں گے جس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنی عقل کو باختیار خود ایک ناجائز فعل کے ذریعہ زائل کیا۔ اس لئے ان کو حالتِ سکر کے افعال کا ذمہ دار ٹھہرانا، قدرے بھی بعید از انصاف نہیں۔

خروج از زمرہ مقربین

دوسرا قول اس بارے میں یہ ہے کہ "ایسا شخص اپنے افعال کا ذمہ دار نہیں، کیونکہ مکلف ہونے کے لئے عقل شرط ہے، اور اسی بنا پر جو شخص بحالتِ سکر اپنی بیوی کو طلاق دے بیٹھے، وہ طلاق واقع نہیں ہوتا۔" لیکن علمائے کرام کی جماعت میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ یہ لوگ

جنہوں نے کسی جائز یا ناجائز فعل کے کرنے سے اپنی عقل زائل کر دی ہو، یا قدرتی اسباب سے اُن کی عقل زائل ہو گئی ہو، اُن کا شمار اولیاء اللہ اور مقربانِ بارگاہ کے زمرہ میں ہو گا۔

تقویٰ اور فسق کی علامات جن مسلوب العقل اشخاص کی بعض علماء کرام نے تعریف کی ہے، وہ اُس قسم کے مجانین یا از خود رفتہ اشخاص ہیں، جو قبل از جنون نیکی اور تقویٰ سے اپنے اوقاتِ عزیز کو معمور رکھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی خاص علامت یہ ہے کہ جب ان کو اپنی دیوانگی میں تھوڑا بہت افاقہ حاصل ہوتا ہے اور وہ ہوش میں آ جاتے ہیں، تو اُن کی زبان سے ایسی باتیں نکلتی ہیں اور اُن کے دوسرے اعضاء و جوارح سے بھی ایسے افعال صادر ہوتے ہیں، جو صالحین اور متقین کا شعار ہے۔ اور جن سے بلحاظ اس مقولہ کے: کہ "کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ" (ہر ایک برتن سے وہی چیز ٹپکتی رہتی ہے، جو اس کے اندر بھری ہے) یہی واضح ہوتا ہے کہ اُن کے دل نورِ ایمان سے روشن ہیں، اور تقویٰ اُن کے دلوں میں گھر کر چکا ہے۔ برخلاف اس کے مجانین کی دوسری قسم ایسی بھی ہے (وَھُمْ اَکْثَرُوْنَ) کہ وہ افاقہ کی حالت میں مشرکانہ باتیں کرتے ہیں، اور فسق و فجور کی طرف مائل رہتے ہیں، اور حالتِ جنون میں بھی ایسی ہی بکواس کرتے رہتے ہیں (زیرا کہ از کوزہ ہماں تراود کہ در واست)۔

اُن کی زبان پر شیطان بولتا علماء کرام نے ایسے اشخاص کی تعریف میں ایک حرف بھی زبان سے نہیں نکالا ہے، اور نہ کوئی لفظ قلم سے لکھا ہے، جو گانے بجانے اور سماع کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں، اُن پر وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ پھر اس حالتِ وجد میں ایسی مبہم عبارتیں زبان سے نکالتے ہیں، جن کا کچھ مطلب سمجھ میں

نہیں آتا، یا فارسی اُن کی مادری زبان نہیں، وہ عربی یا فارسی اور دوسری اجنبی زبانوں میں گفتگو کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی زبان پہ دراصل شیطان بول رہا ہوتا ہے۔

نہ دراں عقل اور حال باقی؟

بعض خوش عقیدہ لوگ، ان مجانین کے حق میں، جن کو وہ "مجذوب" اور "سائیں" کے القاب دیتے ہیں، یہ کہتے ہیں: کہ "ان لوگوں کو خدائے تعالیٰ نے عقل اور حال دیا تھا، چنانچہ پھر وہ کہتے ہیں کہ اُن کی عقل زائل ہو گئی ہے، لیکن اُن کا حال باقی ہے۔ اور چونکہ ان کی عقل اُن سے چھین لی گئی ہے، اس لئے جو کچھ بھی اُن کے ذمہ فرض تھا، وہ ساقط ہو گیا ہے۔" لیکن اُن لوگوں کا یہ قول کہ "اللہ تعالیٰ نے اُن مجنونوں کو حال دیا تھا"، ایک مجمل فقرہ ہے۔ کیونکہ حال کی دو قسمیں ہیں: (۱) حالِ رحمانی اور (۲) حالِ شیطانی۔ اسی طرح اگر ان سے کوئی خارقِ عادت امر ظاہر ہو، یا اُن کو کوئی مکاشفہ اور عجیب و غریب تصرف حاصل ہو، تو وہ بھی بعض اوقات اس قسم کے امور ہوتے ہیں، جو ساحروں اور کاہنوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات یہ امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے از قبیلِ کرامت ہوتے ہیں، جو اہلِ ایمان اور اہلِ تقویٰ کے لئے مخصوص ہیں۔

حالتِ جنون کا شمار

اب بات یہ ہے کہ جس وقت یہ لوگ "مسلوب العقل" نہیں ہوتے، اگر اس وقت میں وہ اہلِ ایمان و تقویٰ تھے، اور اللہ تعالیٰ کے مورد عنایات رہے تھے، تو اس میں کچھ شک نہیں کہ عقل کے زائل ہونے پر ان سے فرائض کی بجا آوری ساقط ہو جائیگی، کیونکہ مکلف ہونے کے لئے عقل شرط ہے۔ لیکن اگر ان کے احوال شیطانی احوال سے تھے، جو فاسق، فاجر، کافر اور مشرک لوگوں کے حصہ میں آتے ہیں، تو اس صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ ان کی عقل زائل

Marfat.com

ہونے پر ان کو حالتِ ماقبل کے موافق فاسق، فاجر یا کافر اور مشرک تصوّر نہ کیا جائے۔ عقل کا زائل ہونا، اُن کے فسق و فجور اور کفر و شرک کا کفارہ نہیں ہوسکتا، بلکہ وُہ بعد از جنون یا دار فتگی اُسی حالت میں سمجھے جائیں گے جس حالت میں وُہ قبل از جنون یا دار فتگی تھے۔ اسی طرح ان مجانین کی پہلی قسم قبل از جنون کی حالتِ ایمان و تقویٰ پر قائم شمار کی جائے گی۔

ایک واضح مثال اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص کا سو جانا، بیہوش ہو جانا، اور مر جانا اُس حالتِ کفر اور ایمان یا فسق و فجور اور تقویٰ کے زوال، یا اُس میں تغییر و تبدیل ہونے کا موجب نہیں، جو ان حالات کے عارض ہونے سے پیشتر اُس کو حاصل تھی۔ نہایت درجہ ان حالات میں شرع کی تکلیف یعنی افعالِ اختیاریہ کی ذمہ داری اُس سے ساقط ہو جائے گی، اور وُہ مرفوع القلم ہوگا۔ اُس کے افعال کسی قسم کی مدح و ذم کے مستوجب نہیں ہونگے، اور ان پر اُس کو ثواب یا عذاب نہیں ملیگا۔ عقل کا زائل ہونا کسی انسان کے لئے اس بات کا موجب نہیں کہ وُہ خُدا کا ولی اور اُس کا مقرب ہو جائے، یا کوئی خارقِ عادت اُس سے صادر ہو تو اُس کو کرامت خیال کیا جائے۔ بیشک یہ اُس شخص کی طرح ہے جو سو گیا، یا مر گیا ہے۔ یہ مسلوب العقل بھی مرفوع القلم ہے۔ لیکن مرفوع القلم ہونا کسی مدح و ذم کی بات نہیں۔ بلکہ جو شخص سو گیا ہے، اُس کی حالت کو مسلوب العقل کی حالت سے[1] بہتر کہا جاسکتا ہے۔

---

[1] کیونکہ بعض اوقات قصدِ صحیح اور نیتِ جازم کی بدولت اُسکو نیند کی حالت میں بھی کسی نیک عمل کا اجر اسی طرح حاصل ہوتا ہے، گویا اُس نے درحقیقت وُہ عمل کیا ہے جیسے کہ پہلے اس کا ذکر بحوالۂ حدیث صحیح گذر چکا ہے۔ من المترجم

Marfat.com

انبیاء کی نیند یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نیند طاری ہوتی تھی، لیکن کوئی بھی اُن میں مجنون یا از خود رفتہ نہیں تھا۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تم نے پڑھی ہو گی، اور تم کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپؐ کی آنکھیں سو جایا کرتی تھیں، لیکن آپؐ کا دل بیدار رہتا تھا۔ تم نے یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں پڑھا ہو گا کہ آپؐ جب بیمار ہوئے تھے، تو چند مرتبہ آپؐ پر بیہوشی طاری ہوئی، لیکن جنون سے آپؐ کو محفوظ رکھا گیا ہے اور نہایت تاکید کے ساتھ آپؐ سے اس کی نفی کی گئی ہے۔

عظیم ترین نقص انسانی اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جنون سے محفوظ اور سلامت رکھا ہے، کیونکہ یہ انسان میں ایک عظیم ترین نقص اور عیب ہے۔ انسان کا کمال اور تمام دوسری مخلوق پر فضیلت عقل ہی کی بدولت ہے۔ اگر انسان میں عقل نہ ہو، تو اُس میں اور چوپائے میں کچھ بھی فرق نہیں۔

فلسفۂ تحریم نشیات اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اُن تمام اشیاء کو قطعاً حرام فرمایا ہے، جو زوالِ عقل کا موجب ہیں، یا ہو سکتی ہیں۔ بلکہ جو چیز بلا واسطہ زوالِ عقل کا موجب نہ بھی ہو، لیکن بالواسطہ اُس کا ذریعہ ہو، اُس کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ تھوڑی شراب جس سے یقیناً سکر پیدا نہیں ہوتا، اس لیے حرام کی گئی ہے کہ تھوڑی پی کر انسان میں زیادہ پینے کا شوق پیدا ہوتا ہے جس کا نتیجہ عقل کا زائل ہونا ہے۔ نیز یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ شراب کے پینے سے عارضی طور پر عقل زائل ہوتی ہے، بایں ہمہ اس کا پینا باتفاقِ ائمہ اعلام،

ؔ بلکہ مجنون تو اُس شعورِ ذاتی سے بھی محروم ہو جو حیوانوں میں پایا جاتا ہے۔ مترجم

اس لیے مجنون حیوانوں سے بھی درجہ میں گر جاتا ہے۔ ناشر

Marfat.com

صرف اس لئے قطعاً حرام قرار پایا ہے کہ وہ عقل کو زائل کرنے کا موجب ہے۔ ان امور پر غور کرتے ہوئے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ جنون اور خود رفتگی اور زوالِ عقل کو کس طرح ولایت کا موجب اور قربِ خداوندی جلّ شانہٗ کا سبب بتایا جاتا ہے جیسی کہ بہت سے اہلِ ضلالت کا اعتقاد ہے۔

فصل ۸

کراماتِ مجانین کی حقیقت

شانِ جہالت و نادانی عالم نما جاہلوں میں سے کسی نے یہ شعر منظوم کیا ہے:-

مجانین الّا ان سرّ جنونھم ، عزیز علی ابوابہ یسجد العقل

(یہ لوگ دیوانے ہیں لیکن ان کی جنون کا راز نہایت جلیل القدر ہے کہ عقل اس کے دروازہ پر سجدہ کیا کرتی ہے) اس قسم کا فقرہ کوئی گمراہ بلکہ کافر ہی زبان پر لا سکتا ہے۔ اس عقل کے اندھے کو غالباً یہ مغالطہ ہوا ہے کہ اس نے کسی مجنون سے کوئی خارقِ عادت بات صادر ہوتے دیکھی ہے جس کو اس نے کرامت خیال کیا لیکن اس جاہل اور گمراہ کو یہ معلوم نہیں کہ ساحروں اور کاہنوں سے بھی خارقِ عادت کا ظاہر ہونا ممکن ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس سے خارقِ عادت ظاہر ہو، وہ خدا کا ولی اور اس کا مقرب ہو۔

شیطانی تصرفات و مکاشفات بسا اوقات شیاطین کے اقتران اور انہی کے تصرف سے ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں[۱] لیکن جس کا یہ اعتقاد ہو کہ جس کسی سے بھی خارقِ عادت

---

[۱] یقیناً یہ لوگ خود عقل سے کورے ہیں، اس لئے ان کو عقل کی قدر نہیں۔ مترجم (بقیہ بر ۳۸)

Marfat.com

ظاہر ہو، وہ خدا کا ولی ہے تو وہ شخص کافر ہے۔ اور اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے یہود و نصاریٰ کی گمراہ اور کافر ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ بایں ہمہ اُن کے رہبان اور دوسرے اہلِ ریاضت کو مکاشفہ بھی ہوتا ہے، اور اُن سے خوارقِ عادات بھی ظہور میں آتے ہیں۔ خیر یہ تو اہلِ کتاب ہوئے، خالص مشرک اور بُت پرست اقوام میں بھی ایسے اشخاص کی کمی نہیں۔ یہ تمام تر شیاطین کا تصرف ہے اور جس کو جتنا بھی شیطان سے زیادہ قرب ہو، اُس کو ان احوال اور مکاشفات اور خوارقِ عادات سے وافر تر حصہ ملتا ہے۔

آمیزشِ کذب و افترا | اتنی بات ضرور ہے کہ ان کے مکاشفات میں کذب اور بہتان کی آمیزش ہوتی ہے، جو اس کے منجانب شیطان ہونے کی خاص علامت ہے۔ دوسری علامت یہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ شیطان کی اعانت ہوتی ہے، اور اُسی کی اعانت سے اُن سے خارقِ عادت صادر ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے اعمال میں فسق و فجور کا پہلو نمایاں ہوتا ہے چنانچہ ساحروں اور کاہنوں کا یہی حال

بقیہ ص ۳۷ لے اس لئے خارقِ عادت کا ظہور ولایت اور کرامت کا ہرگز صحیح معیار نہیں۔ اگر محققینِ اہلِ معرفت کے اقوال اس بارے میں ملاحظہ کرو تو تمہیں واضح ہو گا کہ جلیل القدر مشائخ طریقت نے خوارقِ عادت کو بلند درجوں سے زائد وقعت نہیں دی۔ اور اِن کا ہمیشہ یہی زرّیں اصول رہا ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ "شریعت پر مستقیم رہنا کرامت سے بڑھکر ہے" اگر زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو نیاز مند مترجم کے ترجمۂ مکتوبات امام ربانی حصّہ اوّل کا مقدمہ پڑھ لو۔ مترجم

زوائد صفحہ ھذا لے اس لئے سب سے بڑا ثبوت کسی خارقِ عادت کی کرامت ہونے کا یہ ہے کہ جس شخص سے یہ صادر ہوئی ہے، وہ شریعتِ غرّا کے فرائض و احکام کا پابند ہو، اور نیکی اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہو۔ مترجم

Marfat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ؕ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (۲۶: ۲۲۱، ۲۲۲)۔

کیا میں تم کو بتاؤں کہ شیطانوں کا نزول کس پر ہوتا ہے؟ شیاطین ہر ایسے شخص پر نازل ہوتے ہیں، جو جھوٹ بولنے والا فاسق فاجر ہو!

عدمِ ولایت کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ سند صحیح ثابت ہیں جن کا ملخص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ولی اور اس کا مقرب وہی شخص ہے، جو فرائض اور نوافل کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اپنے اولیاء کی یہی تعریف فرمائی ہے کہ وہ مومن اور متقی ہوتے ہیں، اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور عزیز وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ اس لیے جو شخص کسی ایسے آدمی کو ولی سمجھتا ہے، جو فرائض اسلام کا پابند نہیں، اور منہیاتِ شرعیہ سے باز رہنے کی پروا نہیں کرتا، یہ اعتقاد اس کی جہالت اور نادانی کی دلیل ہے۔ اور علاوہ اس گروہ کا فر اور خارج از اسلام ہے

صریح منافقت بایں ہمہ اگر وہ یہ کہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو سمجھ لو کہ وہ جھوٹ کہتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ اِتَّخَذُوْٓا

اے پیغمبر! جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بیشک آپ اللہ کے

Marfat.com

اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ (۶۳: ۲، ۳)

رسول ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی شہادت دیتا ہے کہ بیشک یہ منافق جھوٹے ہیں، (وہ آپ کو سچا رسول نہیں سمجھتے۔) ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور اس طرح وہ اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں بیشک یہ لوگ بہت ہی برا عمل کرتے ہیں

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے ایمان لائے اور پھر ایمان لاکر کافر ہو گئے۔ (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام اور تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا۔) اس لئے ان لوگوں کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سمجھ سے خالی ہو گئے۔

فصل ۹
کتاب و سنت کی روشنی

ترکِ جمعہ اور ترکِ فرائض ایک صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قَلْبِهٖ۔ "جس شخص نے بغیر کسی عذرِ معقول کے صرف سستی کی وجہ سے تین مرتبہ نمازِ جمعہ ترک کی اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مُہر کر دے گا۔" اب تم خود سمجھ لو کہ جب ایک شخص تین مرتبہ نمازِ جمعہ ترک کر کے ایسی منافق ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ ظہر کی نماز پڑھتا رہتا ہے، تو جو شخص جمعہ اور ظہر دونوں نمازیں نہیں پڑھتا، بلکہ کوئی فرض اور نفل ادا نہیں کرتا اور نہ ہی کبھی وضو اور غسل کرتا ہے، کیا ایسا شخص

منافق نہیں ہو گا؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پہلے مومن بھی تھا لیکن جب اس نے فرائض کو ترک کر دیا، اور ان کے وجوب کا معتقد نہ رہا، تو یقیناً وہ اپنے اس رویہ سے کافر ہو گیا۔ اس لئے جو شخص اسکو مومن خیال کرے، وہ بھی کافر ہے[1] چہ جائیکہ اس کو ولی، کامل، خدا رسیدہ اور خدا لجائی کیا کیا خیال کرے!

حزب الشیطان کا تمغہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے حق میں ارشاد فرمایا ہے:

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۵۸: ۱۹)	شیطان نے ان لوگوں پر غلبہ اور تسلط حاصل کر لیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دیا۔ یہی لوگ ہیں جن کو "شیطان کی جماعت" ہونے کا فخر حاصل ہے۔ خبردار رہو! بیشک شیطان کی جماعت ہی قیامت کے دن گھاٹے میں رہیگی۔

غلبہ و تسلط شیطانی سنن کی کتابوں میں بروایت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ مَا مِنْ ثَلٰثَةٍ فِيْ قَرْيَةٍ، لَا يُؤَذَّنُ وَلَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ كَانُوْا مِنْ حِزْبِ الشَّيْطَانِ۔ (جس بستی میں کم از کم تین آدمی موجود ہوں، تو اگر وہ اذان دیکر نماز باجماعت نہیں پڑھا کریں گے، تو یقیناً ان پر شیطان کو غلبہ اور تسلط حاصل ہو گا۔) اب تم خود خیال کرو کہ یہ لوگ جن کو عوام اولیاء اللہ خیال کرتے ہیں، کہاں تک مفصلہ بالا نصوص (آیات و احادیث صحیح) کی زد سے بچے ہوئے ہیں؟

---

[1] اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بہت سے لوگ جن کو اولیاء اللہ اور رسیدگان بارگاہ خیال کیا جاتا ہے، جمعہ اور جماعت کے تارک ہوتے ہیں، بلکہ بعض تو ان میں فرائض (بقیہ صفحہ ۴۲)

عقیدۂ خضر و ضلالت ایسے لوگ جو تارکُ الدّنیا ہوکر زُہد اور ریاضت میں مشغول رہتے ہیں، اور راہبوں کی طرح پہاڑوں اور خانقاہوں میں رہتے ہیں جیسے کہ اکثر جاہل اور گمراہ عابد کوہِ لبنان اور کوہِ فتح اور کوہِ قیسون میں جاکر سکونت اختیار کرتے ہیں۔ اور اپنی رائے کے مطابق بعض دُوسرے دُوسرے ضلالت کی تقلید میں چلّہ کشی اور ریاضت کرتے ہیں لیکن اذان اور اقامت وہاں پر نہیں کی جاتی۔ اور نہ باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے۔ اِن لوگوں کی عبادت اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کی تعلیم کے مُطابق نہیں ہوتی، بلکہ وُہ اپنے ذوق اور وجدان کے بموجب عبادت کرتے ہیں۔ وُہ اپنے اعمال اور احوال کو کتابُ اللہ اور سُنّتِ رسُول اللہ کی کسوٹی پر نہیں کستے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اتباع اُن کا نصب العین نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے کلامِ پاک میں یہ تعلیم دی ہی کہ جو کوئی اللہ سے محبّت رکھنے کا دعویدار ہی، تو اُسے چاہیئے کہ اللہ کے رسُول کی پیروی کرے۔ اللہ کی محبّت کا دعویٰ اور اُس کی راہ بتلانے والے سے انکار، ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے، ارشادِ باری تعالیٰ ہی:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (۳ : ۳۱)	(اے پیغمبرؐ! ان لوگوں سے کہہ دیں، کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبّت رکھنے کا دم بھرتے ہو، تو تمہیں چاہیئے کہ میری پیروی کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا، تو اللہ تم سے محبّت کرنے لگیگا اور تمہاری خطائیں بخش دیگا۔

خُدا کا قانون یہ ہے کہ ہدایتِ خلق کے لئے اپنے رسُولوں کو مبعُوث فرماتا ہے۔ جو لوگ اُن کی پیروی کرتے ہیں، وُہ کامیاب ہوتے ہیں۔ جو انکار و سرکشی سے

(بقیہ صفحہ ۴۱) اور منہیات تک کی پرواہ نہیں کرتی۔ مترجم

Marfat.com

مقابلہ کرتے ہیں، وہ نصرتِ الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ اس لئے جو لوگ اپنے اقوال اور اعمال اور زندگی کی تمام حرکات و سکنات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو لازم نہ سمجھیں، وہ اہلِ بدعت اور اہلِ ضلالت ہیں۔ اُن کو اولیاء اللہ، اور رسیدگانِ بارگاہ سمجھنا سخت حماقت ہے اور خدا پر افترا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ جانتا ہو کہ ان لوگوں کے اعمال کتاب اور سنت کے خلاف ہیں، اور پھر بھی ان کو ولی اللہ سمجھے تو یقیناً وہ شخص کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے، وہ یا تو صریحاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھتا ہے۔ یا آپ کی پاک تعلیم کی صداقت میں اُس کو شک ہے، یا بصورتِ دیگر وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے خواہشِ نفسانی کی پیروی کر کے آپ کی مخالفت پر آمادہ ہے، اور دانستہ آپ کی تعلیم کی خلاف کرتا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے ان سب کو کافر بتایا ہے۔

منافیِ نجات عقیدہ

لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے بیخبر ہے، اور مجملاً اُس کا اعتقاد یہ ہے: کہ "تمام امورِ ظاہر اور باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہر ایک مسلمان پر فرضِ عین ہے، اور کوئی شخص بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت کے ولی اللہ اور مقرب بارگاہ نہیں ہو سکتا۔ بایں ہمہ وہ اپنی بیخبری کی وجہ سے ان لوگوں کی خلافِ سنت عبادت اور ریاضت کو تعلیم کتاب و سنت کے موافق سمجھتا ہے، اس لئے وہ ان کی ولایت اور فضیلت کا معتقد ہے۔ ایسے شخص کو قرآن اور حدیث کی صحیح تعلیم سے واقف کیا جائے، اس کے بعد اگر وہ تائب ہو جائے اور اپنے عقیدہ اور

Marfat.com

عمل کی اصلاح کر لے تو از یں چہ بہتر! لیکن اگر پھر بھی وہ اپنے پہلی غلط عقیدہ پر مصر رہے تو وہ بھی پہلی کی طرح کافر اور دائرہ اسلام سی خارج ہوگا۔ اور اُس کی عبادت اور اُس کا زُہد، جس کی بنا، قرآن اور حدیث کی سچّی تعلیم پر نہیں ہے، بلکہ اپنی خود رائی اور ہوائی نفس پر ہے، تو یہ اُس کی نجات کا باعث نہیں ہوگا۔ جیسی کہ یہود اور نصاریٰ اور بُت پرستوں کی عابدوں اور زاھدوں کو اُن کی عبادت اور زُہد نے کچھ بھی فائدہ نہیں دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے رسُولِ صادق مصدُوق صلی اللہ علیہ وسلّم کے اِتّباع سے اِنحراف کیا۔

فصل الخطاب کا حکم ایسی لوگوں کو جو مکاشفات اور احوالِ شیطانی حاصل ہوئی، جن پر وُہ نازاں تھے، اِن کی حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کلامِ مجید میں جو فصلُ الخطاب اور اُمّ الکتاب ہی، یہ ناطق فیصلہ فرمایا ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَ

(اے پیغمبر!) آپ اُن سی کہہ دیں: کہ کیا میں تمھیں اُن لوگوں کا حال نہ بتاؤں، جو اپنی اعمال کی لحاظ سی سب سے زیادہ ٹوٹی میں ہیں۔ یہ وُہ لوگ ہیں جن کی کوششیں اس دُنیاوی زندگی میں اکارت گئیں، اور وُہ اپنی زعمِ باطل میں یہ سمجھ رہی ہیں کہ وُہ بہت اچھی کام کر رہی ہیں۔ یہ وُہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی رب تعالیٰ کی آیتوں کا اور خُدا کی سامنی قیامت کے دن پیش ہونی کا انکار کیا، اس کا

رُسُلِی هُزُوًا (۱۸ : ۱۰۳ تا ۱۰۶)- | نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے تمام اعمال برباد ہوگئے

اس لئے ہم قیامت کے دن ان کیلئے کوئی میزان قائم نہیں کریں گے (بغیر پوچھے) ان کو دوزخ میں دھکیل دیا جائیگا، یہ دوزخ اس لئے ان کی سزا مقرر کی گئی ہے کہ انہوں نے کفر اور انکار اختیار کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو مسخرہ سمجھا۔[1]

سعد بن ابی وقاص اور دوسرے سلفِ صالحین کا قول ہے کہ "یہ آیتیں راہبوں اور خانقاہ نشینوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ اور تابعین ان آیتوں کو فرقہ حروریہ (خوارج کا ایک فرقہ) اور دیگر اہلِ بدعت و ضلالت کے حسبِ حال سمجھتے ہیں۔

فاسق و فاجر کون؟ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ؛ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ۔ (۲۶ : ۲۱ ، ۲۲)- | کیا تم کو بتاؤں کہ کن لوگوں پر شیطانوں کا نزول ہوتا ہے؟ شیطان ہر ایک ایسے شخص پر نازل ہوتے ہیں جو جھوٹا اور فاسق و فاجر ہو

كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ، نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ۔ (۹۶ : ۱۵ ، ۱۶) | ہرگز نہیں جس طرح تم نے خیال کر رکھا ہے اگر وہ سرکشی سے باز نہیں آئیگا، تو ہم اس جھوٹی فاسق فاجر کی پیشانی کے بالوں سے اس کو

---

[1] کیا ان آیتوں کا مفہوم اور خصوصاً اس کا آخری حصہ موجودہ زمانہ کے ان لوگوں پر حرف بحرف منطبق نہیں ہوتا جنہوں نے اولیاء اللہ کے حق میں پابندی شریعت کی قید کو اڑا دیا ہے؟ کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے رسول کے کلام کو ٹھٹھا مخول سے کچھ زائد وقعت دی ہے؟ مترجم

Marfat.com

گھسیٹ کر بے چلیں گے۔

دربارِ رسالتؐ کا فیصلہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص دین میں قرآن اور حدیث کو مشعلِ راہ نہیں بناتا، اور کتاب و سنّت کی رہنمائی کے بغیر اُمورِ دین میں گفتگو کرتا ہے، وُہ جھوٹا ہے، اگرچہ وہ قصداً جھوٹ نہ بولے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے، جو صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم میں سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ یہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جن کا شوہر حجۃ الوداع میں مر گیا تھا، اور وُہ حاملہ رہ گئی تھیں۔ چند ہی دن اس کے شوہر کی وفات کو گزرے تھے کہ اُس کا وضعِ حمل ہو گیا۔ اُس نے سمجھا اور بجا اور صحیح سمجھا، کہ وضعِ حمل سے میری عدّت گزر گئی، اور اب میں دُوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہوں۔ اس پر ابوالسنابل بن بعکک نے کہا: کہ تم ابھی نکاح نہیں کر سکتیں، جب تک تمہاری دُوسری عدّت (جس کی میعاد چار ماہ اور دس دن ہے) نہ گذر جائے۔ سبیعہؓ نے اس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپؐ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: كَذَبَ اَبُو السَّنَابِلِ حَلَلْتِ فَانْكِحِي (ابوالسنابل جھوٹ کہتا ہے، تم ابھی سے نکاح کر سکتی ہو)۔

جھوٹ کے برابر؟ اسی طرح صحیح بُخاری میں یہ روایت موجود ہے: کہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ نے چونکہ خودکشی کی ہے، اس لئے اُس کے تمام اعمال برباد ہو گئے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَذَبَ مَنْ قَالَهَا اِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ (جو شخص یہ کہتا ہے وُہ جھوٹا ہے، عامرؓ غازی اور مجاہد ہو کر ہو کر مرا ہے)۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ ان دونوں واقعات میں کہنے والے نے قصداً جھوٹ نہیں

بولا تھا، بلکہ اس دوسری حدیث میں کہنے والا اسبہ بن جعفیر رضی اللہ عنہ تھا جو صحابہ میں ایک مردِ صالح تھا۔ بایں ہمہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو جھوٹا کہا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ علم کے بغیر کوئی مسئلہ بیان کرنا یا شرعی حکم لگانا جھوٹ کے برابر ہے۔

اجتہادِ خلافتِ راشدہ علم حدیث کا مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں : کہ حضرت ابوبکر اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے اجلّہ صحابہ جب کسی مسئلہ میں قرآن اور حدیث کا صریح حکم نہیں پاتے تھے، اور مجبوراً اُن کو اپنے اجتہاد سے حکم کرنا پڑتا تھا، تو وہ حکم بیان کرکے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے تھے : کہ "اِنْ يَكُنْ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَاِنْ يَكُنْ خَطَأً فَهُوَ مِنِّيْ وَمِنَ الشَّيْطَانِ وَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ بَرِيْئَانِ مِنْهُ" (اگر یہ حکم درست ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اُسی کا الہام ہے، لیکن اگر یہ حکم غلط ہے، تو یہ غلطی ہماری جانب سے ہو۔ اور وہ شیطان کا القا ہے، اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول دونوں اس سے بری الذمہ ہیں) قابلِ غور ہے کہ یہ اکابر صحابہؓ اُس غلطی کو بھی شیطان کی طرف منسوب کرتے ہیں جو ایک اجتہادی غلطی ہے، اور جس کی بابت صحیح حدیث موجود ہو کہ اللہ تعالیٰ اس پر مواخذہ نہیں فرماتا۔ بلکہ خطا کار مجتہد کو مغفور و مرحوم ہونے کے علاوہ ثواب کا

---

[1] لیکن چونکہ ان کے پاس کوئی دلیل شرعی نہیں ہوتی تھی، بلکہ قیاس اور استنباط وغیرہ سے وہ حکم کا استخراج کرتے تھے۔ اور ایسی صورتوں میں بعض اوقات میلانِ طبع اور دوسرے داعی محرکہ شامل ہو کر شیطان کو دخل و تصرف کا موقع دیتے ہیں۔ اس لئے اُن بزرگوں نے اس کو شیطان کی طرف منسوب فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ مترجم۔

مستحق بتلایا ہے۔

خودرائی اور اجتہاد میں فرق لیکن جو شخص بغیر دلیل اور برہانِ شرعی کے اور بغیر اجتہادِ صحیح کے، دین میں گفتگو کرتا ہے، یا کوئی دینی عقیدہ اختیار کرتا ہے، اُس کی غلطی بطریقِ اولیٰ شیطان کے تصرف کا نتیجہ ہوگی۔ اور اگر وہ اپنی غلطی سے تائب نہیں ہوگا، تو اُس کو اس پر مواخذہ ہوگا، اور وہ مستوجبِ عذاب و عقوبت ہوگا، لیکن مجتہد کی غلطی اگرچہ وہ بھی بقول ان بزرگواروں کے شیطان کی طرف منسوب ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس پر مواخذہ نہیں فرماتا، جیسے کہ احتلام اور نسیان دونوں کو قرآن اور حدیث میں شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے، بایں ہمہ ان پر مواخذہ نہیں۔

مناسبت و بُعد از تصرفِ شیطان برخلاف اس کے جو شخص بغیر علم کے امورِ دین میں گفتگو کرتا ہے، وہ جھوٹا اور گنہ گار ہے، اگرچہ اس واقعہ خاص سے قطع نظر کرکے وہ بلشمار نیکیوں کا مالک ہو۔ کیونکہ شیطان ہر ایک شخص میں اپنا تصرف کرتا ہے، اور جس قدر اُس کو شیطان سے زیادہ مناسبت ہو، اُسی نسبت سے اُس کا تصرف اس پر زاید ہوتا ہے، اور اپنے القا سے اُس کو گمراہ کرتا ہے۔ اور جتنا انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، اُن کے احکام کا پابند ہو اور اس کے اعمال میں خلوص ہو، اتنا ہی شیطان سے دور رہتا ہے۔ کلامِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝	شیطان نے کہا: تیری عزت کی قسم! میں ضرور ان سب کو گمراہ کرکے چھوڑوں گا، البتہ تیرے مخلص بندے میری زد سے بچ

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

(۳۸ : ۸۴ تا ۸۵)

رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک یہ سچ ہے، اور میں بھی سچ کہتا ہوں: کہ تم سے اور تمہارے پیروؤں سے جہنم کو بھر دونگا۔

اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ

(۱۵ : ۴۲)

بیشک میرے بندگانِ خاص پر تم کو کچھ بھی تسلط حاصل نہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے جو مخلص بندے ہیں، اُن پر شیطان کا داؤ نہ چلنے پائیگا۔ مغلوب صرف وہی ہوں گے، جو راہِ عبودیت سے بھٹک گئے۔

بندگانِ خدا اور شیطان کی پرستش

بندگانِ خاص یقیناً وہی ہیں: جو اللہ تعالیٰ کی عبادت، اُس کی تعلیم اور ہدایت کے موافق عمل کرتے ہیں جس کو اُس نے اپنے رسولوں کی معرفت دنیا میں نازل فرمایا ہے۔ لیکن جو شخص اُس تعلیم اور ہدایت کو چھوڑ کر خود رائی سے اُس کی عبادت کرتا ہے، وہ درحقیقت شیطان کی پرستش کرتا ہے۔ کلامِ مجید میں اس کی تصدیق اس آیۂ کریمہ سے ہوتی ہے:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اَلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِىْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ○

(۳۶ : ۶۰ تا ۶۲)

اے آدم کے بیٹے! کیا میں نے تمہاری طرف اپنا یہ پیغام نہیں بھیجا: کہ تم شیطان کی پرستش مت کرو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اور تم میری ہی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔ بیشک شیطان نے تم سے پہلی بنی آدم میں سے بڑی مخلوق کو گمراہ کر ڈالا ہے، کیا تم بے سمجھ

Marfat.com

کا مادہ نہیں؟

بارگاہِ کبریا کا وسیلہ اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں نے شیطان کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، وہ یہ نہیں خیال کرتے: کہ وہ شیطان کی پرستش میں مشغول ہیں۔ بلکہ ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے: کہ وہ ملائکہ یا صالحین کی تعظیم اور عبادت کرتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ ملائکہ یا انبیاء اور صالحین سے مشکلات اور مصائب کے وقت فریاد خواہی کرتے ہیں، ان کو پکارتے ہیں، اور ان کی تعظیم کیلئے سجدہ کرتے ہیں وہ درحقیقت شیطان کی پرستش کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے زعم فاسد میں خدا کے نیک بندوں کو بارگاہِ کبریا کا وسیلہ بناتے، اور قضائے حاجات کا شفیع سمجھتے ہیں۔

کلام مجید میں ہے:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ (۳۴: ۴۰، ۴۱)

یاد کرو، جب ہم ان سب کو اکٹھا جمع کریں گے اور پھر فرشتوں کو مخاطب ہو کر کہیں گے: کہ کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے؟ فرشتے جواب میں عرض کریں گے: خدایا! تو ستودہ صفات ہے: تو ہی ہمارا کارساز والی ہے، ان سے ہمارا کچھ واسطہ نہیں۔ بلکہ یہ لوگ تو شیطانوں کی پرستش اور عبادت کرتے تھے، اکثر ان میں سے انہیں پر ایمان لاتے ہوئے تھے۔

پرستش ملائکہ کی حقیقت یہ لوگ بزعم خود ملائکہ کی پرستش اور تعظیم کرتے تھے۔ لیکن قیامت کے دن وہی فرشتے ان کو شیطانوں کا عابد قرار دیں گے۔ آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے: کہ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَقْتَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَوَقْتَ غُرُوْبِهَا فَإِنَّ الشَّيْطٰنَ يُقَارِنُهَا حِيْنَئِذٍ (طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز مت پڑھو کیونکہ اس وقت میں شیطان اس کے ساتھ ہوتا ہے) شیطان کے ساتھ ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اگرچہ آفتاب پرست لوگ بزعم خود آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت اُن کا سجدہ اور اُن کی عبادت شیطان کیلئے ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی عامل ہیں جو کواکب کی دعوت اور اُن کو پکارنے میں مشغول رہتے ہیں یعنی اُن کے لئے سجدہ کرتے ہیں، اور اُن کو پکارتے ہیں۔ اور اُن سے مناجات کرتے ہیں، اور دعوت کے وقت خاص قسم کا لباس پہنتے، خاص قسم کی خوراک کھاتے، اور خاص قسم کی دھونی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ جس کی تفصیل "سر مکتوم" کے مصنف نے اپنی کتاب میں اور بونی مغربی نے "شمس نورانیہ" وغیرہ میں کی ہے۔ یہ سب لوگ شیطان کی پرستش و پوجا کرتے ہیں۔

نزول روحانیت کواکب اُن لوگوں پر جو اصحاب دعوت اور عامل کہلاتے ہیں ایک خاص قسم کی روحیں نازل ہوتی ہیں جو ان سے مخاطب ہو کر اُن سے بات چیت کرتی ہیں اور بعض امور غیبیہ کے متعلق اِن کو اطلاع دیتی ہیں جس کو وہ "روحانیت کواکب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور جن کے متعلق بعض کا خیال ہے: کہ یہ فرشتے ہیں جو مدد کیلئے نازل ہوتے ہیں لیکن درحقیقت یہ سب شیطان لعین کے کرتوت ہیں۔ کلام مجید میں ارشاد ہے: وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (۴۳: ۳۶) (جو شخص اللہ تعالیٰ کے پاک کلام سے روگردانی کرتا ہے اور اس کے سمجھنے سے اندھا بنتا ہے ہم اُس کے لئے اُس کو گمراہ کرنے کیلئے نتیجہ اعمال کے طور پر ایک شیطان مقرر کرتے ہیں جو ہمیشہ اُس

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

نزول حکمت سے مراد کتاب اور سنت کے اتباع کی تاکید کیلئے ارشاد ہوتا ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ (۲ : ۲۳۱)

اللہ کا اپنے اوپر احسان یاد کرو۔ اُس نے کتاب حکمت میں سے جو کچھ نازل کیا ہے، اور اُس کے ذریعہ تمھیں نصیحت کرتا ہے، اسے نہ بھولو۔

ایک اور آیت میں ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (۳ : ۱۶۳)

بلاشبہ یہ اللہ کا مومنوں پر بڑا ہی احسان تھا کہ اُس نے ایک رسول، اُن میں بھیجدیا، جو اُنھی میں سے ہے۔ وہ اللہ کی آیات سناتا ہے ہر طرح کی برائیوں سے انھیں پاک صاف کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور خدا نے ھدایت کی راہ اُن پر کھولدی، حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب سے مراد قرآن کریم اور حکمت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک ہے، جو کتاب اللہ کا شارح اور اُس کا مُبیّن ہے۔ پہلی آیت میں جو "ذکر" کا لفظ آیا ہے اس سے بھی باتفاق علماء کرام کے قرآن کریم مراد ہے، اور یہی کلام مجید کی اصطلاح ہے۔ جیساکہ ارشاد باری ہے:

لتبین للناس ما انزل الیھم (تاکہ جو تعلیم لوگوں کی طرف بھیجی گئی ہے آپ اُن پر واضح طور پر بیان کریں) مترجم

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ - (۱۵ : ۹)

بلاشبہ خود ہم نے قرآن اتارا ہے اور بلاشبہ خود ہم ہی اُسکے نگہبان ہیں۔

فصل ۱۱

خدا دشمنی اور خدا دوستی

رحمانی اور شیطانی دو جماعتیں

الغرض جو کوئی بھی کتاب ؔ سُنّت (قرآن وحدیث) کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کریگا، خواہ وُہ اپنی رائے کا اتباع ہو، یا کسی دوسری زید عمرو بکر کی آرار کی تقلید ہو، بہر کیف اِس کے قرآن اور حدیث سے منہ موڑنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک زبردست شیطان سے اُس کو پالا پڑیگا، جو ہر وقت اُس کے ساتھ ہوگا، اور وُہ شخص اولیاء الرحمٰن کے زُمرہ سے نکل کر اولیاء الشیطان کی جماعت میں داخل ہوگا۔ بعض اشخاص ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا عمل کبھی تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے اور اُسی کی تعلیم اور ہدایت کے موافق ہوتا ہے، لیکن بعض دُوسرے اوقات میں وُہ شیطان کی مرضی پر چلنے لگتا ہے۔ ایسے آدمیوں کا حکم شرعی یہ ہے کہ جو پہلو ان پر غالب ہو، اُسی کے احکام اُن پر جاری ہوں گے۔

اربعہ اقسامِ قلوب

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے: کہ قلوب کی چار قسمیں ہیں

(۱) ایک تو وُہ جس میں ایک مشعل روشن ہے۔ یہ مشعل ایمان کا نور ہے جس کو اعمال صالحہ کے تیل سے مدد ملتی رہتی ہے، یہ مومن کا دل ہے۔

(۲) دُوسرا وُہ جس پر پردے اور غلاف چڑھے ہوئے ہیں، اور یہ کافر کا دل ہے۔

(۳) تیسرا دل معکوس اور منکوس ہے۔ اور یہ منافق کا دل ہے۔

Marfat.com

(۴) چوتھا دل وہ ہے جس میں دو طرح کا مادہ موجود ہے: ایک مادہ اس کی قوتِ ایمانی کو بڑھاتا ہے۔ اور دوسرا اس میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ ان دونوں مادوں میں سے جس نے غلبہ پالیا اُسی کا حکم جاری ہوگا۔" مسند امام احمد میں اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث بھی موجود ہے۔

اربعہ خصائلِ منافقین صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بروایت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ "چار خصلتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں کوئی ایک خصلت ہے، سمجھو کہ اس میں منافقت کی ایک خصلت موجود ہے جب تک وہ اس خصلت کو ترک نہ کر دے۔ (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب کوئی اُس کو امین سمجھ کر کوئی امانت اُس کے حوالے کرتا ہے، تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ جب وہ کوئی بات کہتا ہے، تو جھوٹ بولتا ہے جب کوئی عہد و پیمان کرتا ہے، تو اُس کے پورا کرنے میں فریق مقابل کو دھوکا دیتا ہے اور جب کسی سے اُس کا جھگڑا ہو جائے، تو دشنام دہی پر اتر آتا ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی دل میں ایمان بھی ہو، اور ساتھ ہی منافقت کی بھی ایک خصلت موجود ہو۔ اِس لئے وہ ایک نسبت سے خدا کا دوست ہے،

لیکن دُوسری وجہ سے اُس کا دشمن۔

دعائے پنجگانہ کی وجہ

اسی بنا پر جو امُور خارق عادت اُس سے صادر ہوں ممکن ہے کہ اُن کا کچھ حصّہ از قبیلِ کرامت ہو، کیونکہ اُس میں اولیاء اللہ کی صفت ایمان اور تقویٰ موجود ہے۔ اور اُس کے بعض خوارق عادات شیطانی احوال ہوں جو اُس کے خصائلِ نفاق کا نتیجہ ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سُورۂ فاتحہ نازل فرماکر ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہر ایک نماز میں ان الفاظ سے دُعا کیا کریں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (۱:۵ تا ۷)

بارِ خدایا! ہمیں سیدھا راستہ بتا یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے فضل اور انعام فرمایا ہے۔ اُن لوگوں کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل کیا گیا اور جو گمراہ ہیں۔

مغضوب اور گمراہ کا فرق

جو لوگ حق اور باطل کو بخوبی پہچانتے ہیں، اور ما اُنزل اللہ کو چھوڑ کر دُوسرے کو اختیار کرتے اور اُس پر عمل پیرا ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں، جن پر غضب نازل کیا گیا۔ لیکن جو لوگ بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، وہ "گمراہ" ہیں۔[1]

---

[1] ترجمان القرآن میں اس بات کو اس طرح بیان کیا ہے: مغضوب علیہ کی محرومی حصُول معرفت کے بعد انکار کا نتیجہ ہے اور گمراہ کی محرومی جہل کا نتیجہ۔ پہلے نے پا کر رُوگردانی کی اس لئے محروم ہُوا۔ دُوسرا پا ہی نہ سکا اس لئے محروم رہ گیا۔ محروم دونوں ہوئے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ پہلی محرومی زیادہ سخت ہے کیونکہ اس نے نعمت حاصل کر کے پھر اُس سے رُوگردانی کی اس لئے اسے مغضوب کہا گیا اور دوسری کی حماقت صرف گمراہی کی لفظ سے تعبیر کی گئی۔

بالفاظِ دیگر جو کوئی اپنی خواہشِ نفسانی کی پیروی کرے، یا اپنے ذوق اور وجدان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، اور وہ جانتا ہو کہ اُس کا عمل قرآن اور حدیث کے مخالف ہے، تو وہ اُس جماعت میں داخل ہے جن پر غضب نازل کیا گیا۔ "لیکن اگر وہ اپنی جہالت سے ایسا کرتا ہے تو وہ گمراہ" ہے۔

دعائے آخرین و اولین

نسئل اللہ تعالیٰ ان یھدینا الصراط المستقیم صراط الذین انعم علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین ۔ و الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین ۔

اب ہم خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بات کے مستدعی ہیں کہ صراطِ مستقیم کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے، جو انعام یافتہ لوگوں کا مسلک ہے۔ نبی، صدیق، شہید، صالح امت بھی اسی راستہ پر رفتار تھی۔ ساری حمد وستائش پروردگارِ عالم کی شان کے شایاں ہے اور انجامِ کار متقی پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

(حجازی پریس لاہور)

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

جملہ حقوق کاپی رائٹ
ہر طرح سے محفوظ ہیں

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (۲۹ : ۱۳)
سورۃ الحجرات ۱۱ اشاعت نمبر ۲

ولی اللہ

ترجمہ

اتباع الرسول بصحیح المعقول

تالیف

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ

مترجمہ

مولانا عبدالرحیم صاحب ناظم مکتبہ علوم مشرقیہ دار العلوم پشاور

پبلشر

الھلال بک ایجنسی

فاروق گنج، لاہور ۶

PRICE -- [redacted]

Marfat.com